SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Sunday, July 30, 1989

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten of the clock in the morning, with Mr Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَ
هُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ
الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ
اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ
وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٥٧﴾ ع
قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ۨ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ
الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿١٥٨﴾

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Sunday, July 30, 1989

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten of the clock in the morning, with Mr Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَ
هُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ
الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ
إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ
وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٥٧﴾
قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضِ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ
الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥٨﴾

ترجمہ: جولوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس توریت وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو ان کے لیئے حلال بتلاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں سو جولوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں آپ کہہ دیجیئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا ہوں جس کی بادشاہی ہے تمام آسمانوں اور زمین میں اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے سو اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی امی پر جو کہ اللہ پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کا اتباع کرو تاکہ تم راہ پر آجاؤ۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین: رخصت کی درخواستیں، ملک عبدالقیوم صاحب نے ناسازئ طبع کی بنا پر ایوان سے ۱۹ سے ۲۷ جولائی تک رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب مختار احمد خان صاحب اپنا طبی معائنہ کروانے کے لیے امریکہ تشریف لے گئے ہیں اس لیئے انہوں نے ایوان سے ۲۷ جولائی تا اختتام حالیہ اجلاس رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب شاد محمد خان صاحب اپنی ذاتی مصروفیات کی بنا پر ایوان میں ۲۹ جولائی کو شرکت نہیں کر سکے اس لیئے انہوں نے ایوان سے اس تاریخ کے لیئے رخصت کی درخواست کی ہے کیا اس کی رخصت منظور فرماتے ہیں

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: صاحب زادہ الیاس صاحب نے اپنی علالت کی بنا پر ایوان سے ۲۹ اور ۳۰ جولائی کے لیئے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا

آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب کرم علی صاحب ۲۳ سے ۲۹ تک ایوان میں شرکت نہیں کر سکے۔ انہوں نے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں

(رخصت منظور کی گئی)

POINT OF ORDER REGARDING MISREPORTING OF SENATOR'S STATEMENT IN TWO NEWSPAPERS.

Mr.Chairman : Mr Bashir Ahmed Matta on point of order.

Mr.Bashir Ahmed ·Matta: Sir, I regret to inform you that my speech, which I made yesterday on the floor of this House, has been misreported in two papers - one is the daily 'Jang' issuing from Rawalpindi and the other is 'Nawa-i-Waqt'. It has been reported out of the context and things which I did not speak have been attributed to me. Therefore, I would request you to take note of it.

جناب چیئرمین: آپ بتا دیں کہ کون سی غلطی ہے۔

I am sure, the press will take note of it.

Mr. Bashir Ahmed Matta: Yes Sir. On the first page of Nawa-i-Waqt my name has been bracketed with the rest of the speakers and after stating all the names it says:

"نے بھارت اور پاکستان کے موجودہ تعلقات کی نوعیت پر شدید بے چینی اور برہمی کا اظہار کیا"، which I have not, in fact said. یہ برہمی اور بے چینی میں نے جناب ظاہر نہیں کی پھر اس کے بعد جو کچھ ہمارے اور معزز اراکین نے کہا تھا میرا نام لکھ کر وہی باتیں مجھ سے بھی منسوب کی ہیں تو جناب میں یہ عرض کروں گا کہ جو بات میں نے کہی ہے وہ مجھ سے منسوب کریں اور جو میں نے نہیں کہی ہے اس سے میرا کوئی

[Mr. Bashir Ahmed Matta]

تعلق نہیں ہے یہ سب کچھ لکھنے کے علاوہ اخبار نے لکھا ہے کہ ان سب

نے یہ الزام لگایا کہ بعض حلقے نظریہ پاکستان کے خلاف ہیں اور پھر اضافہ کیا ہے

Which means that after having stated what all تاہم سینیٹر بشیر نے یہ کہا ہے

لیکن حقیقت یہ ہے کہ میرا other said some thing else by way of addition

They are entitled to اپنا ہے۔ لیکن بیان یہ اور صاحبان نے کہا وہ ان کے خیالات ہیں

distortion ایک اور جگہ their own opinion and I am entitled to my own.

کی ہے اس میں کہا ہے کہ میں نے افغانستان کے ضمن میں کہا کہ افغانستان میں اپنائی

جانے والی پالیسی بھارت کے لیے بھی اپنائی جائے۔ میں نے جناب یہ کب کہا ہے۔

In fact, I said: "that we should promote a policy of accommodation towards India and also have a policy which should be conducive to peace in Afghanistan and not bloodshed."

یعنی یہ میں نے کب کہا ہے کہ افغانستان کی طرف جو پالیسی ہے وہ انڈیا کے

لیے بھی اپنائی جائے یہ جناب کیسے ہو سکتا ہے اس حد تک تو یہ "نوائے وقت"

میں ہے اور یہ بات "جنگ" نے بھی لکھی ہے۔ تو جناب میں یہ عرض کروں

گا کہ ان کو ہدایت کی جائے کہ یہ ٹھیک رپورٹنگ کیا کریں۔

Otherwise, how can we function properly when our statements made on the floor of this House are mis-quoted. If I had not been present today, my case would have gone by default.

Mr. Chairman: I am sure, the press has taken note of what you said but I think for further clarification.

whatever correction you want اگر آپ لکھ کر پریس کو دے دیں تو

وہ چھپ جائے گی۔

جناب بشیر احمد مٹہ: جناب میں درخواست کروں گا کہ میں نے جو تقریر کی ہے

اس کی کاپی دے دی جائے تاکہ وہ اس میں سے جو بھی نکالنا چاہیں لے لیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی، شکریہ، جی بجارانی صاحب۔ پوائینٹ آف آرڈر۔

میر ہزار خان بجارانی: جناب والا! سندھ کے حالات تیزی سے خراب ہوتے جا رہے ہیں کراچی اور حیدر آباد کے خاص طور پر، آج بھی مجھے ایک تار موصول ہوا ہے ڈاکٹر فیروز صاحب کی طرف سے جو حیدر آباد میں مقیم ہیں اور انہوں نے کافی تفصیل سے مجھے یہ چیزیں بھیجی ہیں میں آپ سے صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایک تحریک التواء پہلے ہی کراچی اور حیدر آباد کے حالات کے بارے میں آپ کے پاس موجود ہے۔ اس کو آپ کب take up کریں گے تاکہ اس پر بحث ہو سکے۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! ایک اور تحریک التوا اسی کی continuation میں ہے.....

Mr. Chairman: Let me dispose of one. When I am listening to one let me dispose of what he is saying?

پھر آپ کی بات سن لوں گا

because I am conscious of what he is saying.

یہ جو تحریک التواء ہے

It is correct that it has been admitted. We wanted that it should be discussed during this session but as you know because of other matters which came up, it could not be taken up but I can assure you that we will take it up in the next session.

میر ہزار خان بجارانی: جناب یہ بہت اہم ہے آپ کو بھی چٹھیاں آ رہی ہیں مجھے بھی چٹھیاں آ رہی ہیں اور میں چاہوں گا کہ آپ سے views سامنے آ جائیں۔

میر ہزار خان بجارانی: یعنی حد یہ ہے کہ لوگ اب آدمی کی protection

[Mir Hazar Khan Bijarani]

وہاں مانگ رہے ہیں کہ ہمارے تحفظ کے لیے آرمی بھیجیں۔

Mr. Chairman: I am sure these points will come up in the discussion.

جی پروفیسر صاحب آپ کیا فرمانا چاہتے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد: میرے پاس بھی ٹیلی گرام آئے ہیں اور میں نے بھی ایک موشن دی ہوئی ہے میں چاہ رہا تھا دونوں کو آپ ساتھ ہی لے لیں۔ اس مسئلے پر بحث ہونی چاہیئے اور جلد ہونی چاہیئے۔

جناب چیئرمین: اس سیشن میں تو ممکن نہیں ہوگا۔ قاضی صاحب آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔

قاضی عبداللطیف: پوائنٹ آف آرڈر۔ میں نے کل توجہ دلانے کا ایک نوٹس دیا تھا وہ اگرچہ صوبہ سرحد کے متعلق تھا لیکن اس میں ایک خصوصی نقطہ یہ تھا کہ نئی قسم کی زہریلی گیس استعمال کی گئی ہے جو یقینی طور پر کوئی وفاقی ایجنسی ہی مہیا کر سکتی ہے لیکن اس کو آج ایجنڈے میں شامل نہیں کیا گیا۔

جناب چیئرمین: اس کا بھی دقت ہے جو آپ نے کہا ہے وہ صوبائی مسئلے کے متعلق ہے۔ ہرحال آپ مجھے میرے chamber میں مل لیں۔ اس کو discuss کر لیتے ہیں۔

قاضی عبداللطیف: میں گزارش تو کر رہا ہوں آپ کا مطلب یہ ہے کہ صوبہ سرحد کے اندر بھی وہ حالات پیدا ہو جائیں جو کراچی اور حیدرآباد میں ہیں......

جناب چیئرمین: نہیں، اللہ کرے پاکستان کے ہر خطے میں اطمینان ہو۔ آرام ہو۔

قاضی عبداللطیف: پھر کم از کم وہ یہاں آ سکتی ہے جب تک وہ حالات پیدا نہ ہوں جس طریقے سے گزارش کی ہے کہ وہاں ... زہریلی گیس استعمال کی گئی ہے اور ایسی زہریلی گیس صرف وفاقی ایجنسی ہی مہیا کر سکتی ہے۔

جناب چیئرمین: قاضی صاحب آپ مجھ سے مل لیں دعا تو یہ ہے کہ پاکستان کے ہر خطے میں اطمینان ہو آرام ہو امن ہو سکون ہو کوشش یہی ہے۔ اس

میں وقت ہی تھی کہ بادی النظر میں آپ کا کال اٹینشن نوٹس صوبائی حکومت کے متعلق ہے۔ بہر حال مجھ سے مل لیں میں اس کو دیکھ لونگا۔

قاضی عبداللطیف: اتنی گزارش کروں گا کہ اگر حالات ایسے نہ بگڑیں جیسے کہ کراچی میں بگڑے ہیں تو کیا اس وقت تک وہ یہاں پر raise نہیں ہو سکے گا۔ اس کا مطلب یہ ہوگا۔

جناب چیئرمین: بہر حال آپ مجھ سے مل لیں میں اس کو دیکھونگا۔

جناب چیئرمین: جی جناب بنگلزئی صاحب آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔

میر حسین بخش بنگلزئی: میری صرف گزارش یہ ہے کراچی اور سندھ کی صورت حال سب کو معلوم ہے۔ اب آپ اگلے سیشن میں لینے کے لئے فرمار ہے ہیں بجا ارشاد آپ کا حکم سر آنکھوں پر مگر اس وقت تک تو کافی دیر ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین: اس میں بنگلزئی صاحب مجھے بتائیں کہ میں کیا کروں یعنی آپ کے سامنے ہم روزانہ اجلاس کر رہے ہیں کئی دفعہ میں نے سوا دو، اڑھائی اور تین بجے تک کام کرنے کی کوشش کی ہے لیکن جو نہایت ضروری مسئلے تھے ان کی وجہ سے یہ چیز نہیں آسکی مجھے اس کا احساس ہے آپ سب چاہتے ہیں کہ یہ مسئلہ ... زیر بحث آئے۔ انشاء اللہ اگلے سیشن میں اسے لینے کی پوری کوشش کروں گا۔

میر حسین بخش بنگلزئی: جہاں تک ... کی اور اس ایوان کی کارکردگی کا تعلق ہے اس کی پوری قوم معترف ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اس کو آپ extend بھی کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں وہ ممکن نہیں ہوگا۔

میر حسین بخش بنگلزئی: ایک دن کے لیے یا کچھ گھنٹوں کے لئے شام کا ایک سیشن کرا سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں وہ ممکن نہیں ہوگا۔

میر حسین بخش بنگلزئی: بہر حال یہ میری تجویز ہے جیسے آپ کی مرضی۔

جناب محمد طارق چوہدری: پوائنٹ آف آرڈر۔ محترم چیرمین صاحب! جس تحریک کا بجارانی صاحب اور بنگلزئی صاحب نے حوالہ دیا ہے وہ میری ہی تحریک تھی اور وہ کئی دن تک ایجنڈے میں شامل رہی اور آج وہ نہیں ہے وہاں حالات بہت خراب ہیں اس پر فوری بحث ہونی چاہیئے لیکن بنگلزئی صاحب کو یہ اطمینان رکھنا چاہیئے انشاء اللہ موجودہ حکومت میں یہ اہلیت نہیں ہے کہ اتنے دنوں میں ان حالات کو ٹھیک کرے گی اور وہ irrelevant ہو جائے وہ پھر بھی relevant رہے گی بلکہ اس سے بھی زیادہ relevant ہو جائے گی۔ ۱۹ تاریخ تک انتظار کریں۔

Mr. Chairman: Sorry, this is no point of order. We proceed to the next privilege motion. Prof. Khurshid Sahib.

پروفیسر خورشید احمد: ایک بڑا مسئلہ فیڈرل گورنمنٹ کے متعلق ہے اور وہ یہ ہے کہ راجیو صاحب کے وزٹ کے موقع پر اسلام آباد میں فیڈرل کیپٹل میں سات طلباء کو گرفتار کیا گیا تھا ایمبسی کے سامنے پرامن مظاہرہ کرنے کی بنا پر۔ وہ ابھی تک جیل میں پڑے ہوئے ہیں میں نے وزیر داخلہ کو بھی متوجہ کیا تھا آپ نے criminals کو چھوڑ دیا ہے لیکن جو پولیٹکل صورت حال پر پرامن احتجاج کر رہے تھے وہ ابھی تک جیل میں پڑے ہوئے ہیں یہ میں سمجھتا ہوں بڑی غلط چیز ہے حکومت کو اس کا نوٹس لینا چاہیے اور ان کو جلد از جلد باعزت چھوڑ دینا چاہیئے۔

Mr. Chairman: I am sure they have taken note of your observations.

میرے پاس تو کوئی موشن نہیں آئی۔

So, I am sure they have taken note of it. Next privilege motion. Malik Abdul Wahid.

RE: TERRORIZING A MEMBER PRIVILEGE MOTION AND IMPOUNDING HIS TWO BUSES AND ONE CAR

ملک عبدالواحد: میں تحریک کرتا ہوں کہ ایوان بالا میری اس تحریک پر غور فرمائے کل بتاریخ ۲۹ جولائی حکومت نے پولیٹکل ایجنٹ مہمند ایجنسی کے ذریعے

میری ملکیتی دو بسیں اور ایک موٹر کار پر قبضہ کر لیا ہے حکومت اس اقدام سے مجھے خوف زدہ کرنا چاہتی ہے کہ میں سینیٹ میں آزادانہ کردار ادا نہ کر سکوں حالیہ واقعہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا اس پر غور فرمایا جائے۔

Mr. Chairman: Is it being opposed?

I am sure technically you will oppose it.

آپ کو ابھی اس کی کاپی ملی ہے لیکن ٹیکنیکلی تو آپ اس کو اپوز کریں گے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: ٹیکنیکلی تو ہے ویسے بھی واقعات کا پتہ کرنا پڑے گا۔

جناب چیئرمین: بہر حال آپ (ملک عبدالواحد سے مخاطب ہو کر) مجھے تفصیل سے بتا دیں تاکہ یہ بھی اس دوران واقعات کا پتہ کر لیں کہ کیا بات ہوئی۔

ملک عبدالواحد: یہ مجھے پتہ نہیں ہے مجھے اطلاع ملی تھی کہ میری ۲ بسیں انہوں نے پکڑ لی ہیں (اس بنا پر کہ کوئی مجرم میرے پاس ہے اور وہ میں) پیش کر دوں لیکن مجرم تو ہمارے پاس کوئی بھی نہیں ہے بلا وجہ ہمیں تنگ کر رہے ہیں

جناب چیئرمین: کوئی قانون بنایا ہے کہ کس قانون کے تحت آپ پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔ کیوں ڈالا جا رہا ہے کچھ بتایا نہیں۔

ملک عبدالواحد: کچھ بھی نہیں بتایا۔

جناب چیئرمین: صرف آپ کی گاڑیاں لے گئے۔

ملک عبدالواحد: گاڑیاں پکڑ کر لے گئے ہیں اور کہا ہے کہ میں عدالت میں پیش ہوں۔

جناب چیئرمین: ملک فرید اللہ خان صاحب آپ اس پر کچھ مزید روشنی ڈالیں گے کہ یہ کیا واقعہ ہوا ہے۔

حاجی ملک فرید اللہ خان: جناب چیئرمین! میں اس تحریک استحقاق کی حمایت کرتا ہوں اور اسی کے ساتھ ہم نے بھی ایک نوٹس دیا ہوا ہے قبائلی رسم و رواج

[Haji Malik Faridullah Khan]

کے مطابق قبائلی علاقوں میں صوبوں سے اکثر و بیشتر مفرور پناہ لیتے ہیں یہ بات Atchison Treaty میں بالکل واضح ہے جس کی توثیق ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے وقت قائداعظم محمد علی جناحؒ نے ایک معاہدے کی شکل میں کی تھی اور ان کو یہ آزادی دی گئی تھی کہ اگر ان کے علاقوں میں مفرور پناہ لیں تو سرکار کو صرف اس آدمی کی جانب سے جس کے گھر میں پناہ لی گئی ہو ایک ضمانت نامہ داخل کرانا ہوگا کہ یہ مفرور بندوبستی اضلاع میں حکومت کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرے گا اگر بالفرض وہ ملک حکومت کو یہ ضمانت نہ دے سکا تو اس مفرور کو اپنے علاقے سے نکال باہر کرے گا۔۔۔ گنداب مہمند ایجنسی کا ایک بڑا علاقہ ہے اور سینیٹر عبدالواحد حلیم زئی قبیلے کے سربراہ ہیں۔ علامہ عارف الحسینی کے قتل کے کیس کے دو مفرور ملزم گنداب میں پناہ لے چکے تھے اس کے بعد سینیٹر عبدالواحد کو ایک دیا گیا کہ مفروروں کو انتظامیہ کے حوالے کر دے اسے یہ نہیں کہا گیا تھا کہ وہ ان مفروروں کے لیے سرکار دولت مدار کو ضمانت مہیا کرے اس کے باوجود سینیٹر عبدالواحد نے ان مفروروں کو اپنے علاقے سے نکال دیا۔ دیگر دباؤ کی یہ کارروائیاں جاری رہیں اور سینیٹر عبدالواحد پر یہ دباؤ ڈالا گیا کہ وہ بہرحال ان مفروروں کو انتظامیہ کے حوالے کرے۔ اب کل کا واقعہ ہے سینیٹر صاحب کی دو بسوں اور ایک موٹر کار پر پولیٹیکل حکام نے قبضہ کر لیا ہے۔ یہ بات قبائلی رسم و رواج کے خلاف ہے۔ پولیٹیکل ایجنٹ ایسی کوئی کارروائی نہیں کر سکتا۔ ہم کل یہ بات صدر مملکت کی خدمت میں بھی عرض کر چکے ہیں کہ قبائلیوں کے جو معاہدے حکومت کے ساتھ ہیں ان کا احترام کیا جائے کیونکہ قبائلی علاقہ ایک حساس علاقہ ہے اور اگر غیر قانونی غیر رواجی طریقے سے قبائلی علاقے میں مداخلت کی گئی تو اسکا نتیجہ ایک مسلح تصادم کی صورت میں ظاہر ہو سکتا ہے اس کے لیے پہلے سے بھی نظیر موجود ہے کہ جب کبھی بھی قبائلی رسم و رواج کے خلاف قبائلی علاقوں میں غیر قانونی مداخلت کی گئی تو اس کے نتائج سرکار کے ریکارڈ پر موجود ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی جو حالیہ کارروائی ہے اس سے سینیٹر موصوف کا بلکہ میں یہ کہوں گا کہ تمام ممبران اور سینیٹ کا استحقاق مجروح ہوا ہے ایسی کارروائیوں سے حکومت کو احتساب کرنا چاہیئے اور سینیٹروں کو آزادانہ طور پر سینیٹ کی کارروائی میں حصہ لینے دیا جانا چاہیئے۔ یہی جمہوری روایات کا تقاضا ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب چیئرمین! میں صرف ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں ایک تو معزز رکن نے خود فرمایا ہے کہ اسے خود بھی ابھی تک پورا علم نہیں ہے۔ دوسری

بات جہاں تک میرا خیال ہے یہ فاٹا میں fall کرتا ہے فاٹا صدر کے براہ راست کنٹرول میں ہے پولیٹکل ایجنٹ، اُنکا ایجنٹ ہے۔ تو یہ چیزیں ہمیں معلوم کرنا ہوں گی اور اس ضمن میں ذرا احتیاط بھی رہنا ہوگا تاوقتیکہ پوری صورتحال ہمارے سامنے نہ آ جائے۔ مثلاً اس میں کیا فیڈرل کا عمل دخل ہے یا صدر مملکت کی ہی صوابدید ہے اور صورتحال کو کس طرح handle کیا جا سکتا ہے یہ ascertain کرنے کے بعد ہی کچھ کہا جا سکتا ہے اور پھر واقعاتی طور پر یہ بھی کہ اگر گورنر سے بھی معلوم کرنا پڑے کیونکہ agent to the President وہاں function کرتا ہے انہی کی وساطت سے ہمیں کچھ معلوم ہوگا اس کے لئے آپ اس پریویلج موشن کو ڈیفر فرما دیں یعنی اگلے اجلاس میں لے لیں تاکہ تمام چیزیں ہمارے سامنے آ جائیں اور میں صحیح طور پر اس معزز ایوان کو آگاہ کر سکوں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی۔ جی قاضی صاحب آپ کچھ کہنا چاہ رہے ہیں۔

قاضی عبداللطیف: جی ہاں میرا نام بھی اس میں ہے۔ میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ ڈاکٹر صاحب نے اس کی مخالفت نہیں کی......

جناب چیئرمین: نہیں نہیں۔ انہوں نے کی ہے.... ڈاکٹر صاحب کو آج ہم کاپی دے رہے ہیں مجھے اس کا احساس ہے کہ انہیں سارے واقعات کا پیشگی علم نہیں ہو سکتا اگر وہ نہ بھی oppose کرتے تو بھی میں ان کو وقت دے دیتا۔ اگر وہ خود نہ بھی کہتے تو بھی میں ان سے کہتا کہ وقت لے لیں۔

قاضی عبداللطیف: سوال یہ ہے کہ آیا اس صورت میں اس کا استحقاق مجروح ہوا ہے یا نہیں۔ ایک تو ٹھیک ہے واقعات کی تحقیقات کہ واقعات کیا ہیں؟ وہ تو ان واقعات کی تحقیق کرنے کے بعد فیصلہ ہوگا کہ وہ دست اندازی صحیح تھی یا غلط تھی۔ لیکن سوال ہے کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ انہیں ہراساں کیا جا رہا ہے اور بحیثیت سینیٹر کے وہ یہاں اپنی رائے کا مکمل اظہار نہیں کر سکتے۔ جہاں تک تعلق ہے فاٹا اور settled area کا، اس سلسلے میں اتنی ہی گزارش کروں گا کہ بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ واقعتاً کوئی مفرور مجرم وہاں چلا جاتا ہے۔ اس ضمن میں ایک معاہدہ موجود ہے لیکن بسا اوقات یہ ہوتا ہے کہ یہاں پولیس کے جبر و تشدد کے ڈر کے مارے

[Qazi Abdul Latif]

لوگ وہاں جاکر پناہ لے لیتے ہیں۔ اخبارات میں آپ نے پچھلے دنوں پڑھا ہوگا کہ ایک شخص کو اپنی بیوی کے قتل کی بنا پر گرفتار کیا گیا تھا اس سے اقبال جرم کرایا گیا اس کے بعد وہ لاش بھی پیش کی گئی کہ یہ اس کی بیوی ہے جسے قتل کیا گیا ہے اور اس کا اقبالی بیان بھی درج کیا گیا ہے اور چند دنوں کے بعد وہ بیوی حاضر ہو گئی اب یہ پتہ نہیں چلا کہ وہ مقتولہ کون تھی اور کیسے پیش کی گئی تھی یہ ہیں پولیس کے ہتھکنڈے۔ اسی طریقے سے بعض لوگ پولیس کے جبر و تشدد سے ڈر کر وہاں چلے جاتے ہیں ۔ انہوں نے یہ کہہ دیا ہے کہ میرے پاس کوئی مفرور ملزم نہیں ہے تو اس وقت تو سوال یہ ہے کہ آیا اُن کا استحقاق مجروح ہوا یا نہیں واقعات پر تو عدالت بات کرے گی یا حکومت بات کرے گی یا ڈاکٹر صاحب اسکے متعلق پوچھیں گے کہ وہ مجرم ہے یا نہیں؟ لیکن سوال تو اس وقت اُن کے استحقاق کا ہے جو مجروح ہوا ہے

اگر آپ اسے استحقاق کمیٹی کے حوالے کر دیں گے تو میرا خیال ہے کہ وہاں پر اس کی تحقیق ہو سکے گی۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب والا! ملک صاحب نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے ان کے متعلق ملک فرید اللہ خان صاحب نے کچھ روشنی ڈالی ہے حقیقت یہ ہے کہ گورنر، صدر کا ایجنٹ ہوتا ہے مگر گورنر وزیر اعظم کے مشورے سے مقرر کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے مرکز میں ایک خاص وزارت ہے منسٹری آف سٹیٹ اینڈ فرنٹیئر ریجن اور یہ معاملہ اکثر اسکے سپرد ہوتا ہے جتنے پولیٹیکل ایجنٹس کا تقرر ہوتا ہے وہ وہاں کے وزیر اعلیٰ کرتے ہیں۔ جناب والا! یہ مفرور کو پناہ دینے کا سلسلہ فرنٹیئر میں اب سے نہیں ہے بلکہ انگریزوں کے دور سے ہے۔ اگر اس سے بھی پیچھے جاؤں تو درانیوں کے دور سے ہے۔ مگر کسی نے ایسی مداخلت نہیں کی۔ یہی اس سے ضمانت لی گئی کہ جو مفرور آپ کے پاس ہو اس کی آپ گارنٹی دے دیں کہ وہ اضلاع میں جا کر کے کوئی غلط کام نہ کرے۔ جناب قبائلی علاقے میں نہ تو مجموعہ تعزیرات پاکستان کا اطلاق ہوتا ہے نہ ضابطہ فوجداری کا۔ اسی واسطے انہوں نے یہ اقدام صرف اس لئے کیا ہے کہ ملک صاحب پر پریشر ڈالا جائے۔ ملک صاحب کو میں

بہت مدت سے جانتا ہوں اور ان کے والد صاحب کو خدا بخشے ان کو بھی جانتا ہوں یہ تحریکِ پاکستان کے بہت اچھے کارکن تھے۔ جب سے ملک صاحب یہاں سینیٹر منتخب ہوئے ہیں اور یہ حکومت آئی ہے تو ملک صاحب پر پریشر بڑھتا جا رہا ہے۔ مگر ملک صاحب اپنی ہی بات پر اڑے ہوئے ہیں کہ نہیں وہ وہی کریں گے جو ان کا ضمیر چاہتا ہے۔ تو جناب مفرور ملزم ملک صاحب کے پاس اس حکومت سے پہلے بھی تھے اور جب یہ حکومت آئی تو اس وقت بھی تھے۔ لیکن جس وقت جنرل فضل حق کو گرفتار کیا گیا یہ دباؤ بڑھنا شروع ہو گیا ہے یہ ایک سیاسی کارروائی ہے جس سے یہ کوشش کی جاتی ہے کہ ان قبائلی سینیٹروں کو ہراساں کیا جائے تاکہ کسی طریقہ سے وہ ان کی حمایت کی حامی بھر لیں۔ اسی طرح ان کے جو ایم این اے ہیں چونکہ وہ ان کے رشتہ دار ہیں اس لیے اُن پر بھی یہ دباؤ بڑھ جائے گا تاکہ ان کا ساتھ دینے والے اراکین کی تعداد بڑھ جائے۔ بات چیت سے یہ پیشکش کی گئی مثلاً جی تھری کے تحفے دیئے گئے اور بھی تحفے دیئے گئے مگر یہ ایک اور اسلحہ ہے۔ اس لئے ملک صاحب کا استحقاق مجروح ہوا ہے اس میں ڈاکٹر صاحب کا یہ کہنا کہ میں پوچھوں گا ایک دو گھنٹے میں پوچھنا کوئی مشکل کام تو نہیں ہے یہ کمیٹی کے سپرد ہو جائے بلکہ اس ہاؤس میں اس پر بحث ہو جائے تو اچھا ہے۔ یہ وہ ہتھکنڈے ہیں جو اس سے پہلے یہ حکومت ۱۹۷۷ تک استعمال کرتی رہی ہے۔ اب پھر شروع کر دیئے ہیں کب تک ہم برداشت کریں گے۔ کب تک یہ ہوگا کیا یہ چاہتے ہیں کہ قبائل میں ایک لشکر بنے جو حکومت سے ٹکر لے۔ کیا یہ چاہتے ہیں کہ قبائل افغانستان کی جنگ کے راستے میں حائل ہو جائیں؟

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔ میرا خیال ہے کہ اسے ڈیفر کر دیا جائے کیونکہ آج ہی ہم نے ان کو کاپی دی ہے آپ کی باتیں انہوں نے سُن لی ہیں تو اس کو ڈیفر کرتے ہیں جی

It will be kept for the next sitting of the Senate.

قاضی عبداللطیف: لیکن کم از کم وہ اتنا تو یقین دلائیں اور ان کی بسیں اور کار جو ہے وہ اِس وقت واگزار کر دی جائیں گی۔

جناب چیئرمین: مجھے یقین ہے جی کہ یہ ساری چیزیں وہ دیکھیں گے اور۔۔۔

حاجی ملک فرید اللہ خان: جناب چیئرمین! میں اتنی گزارش کروں گا کہ آپ اس مسئلے کو ڈیفر کرتے ہیں لیکن یہ بات ہوگی کہ تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ خواہد مردہ شود۔ قبائلی علاقوں میں کوئی قانون نہیں ہے وہاں پر کالا قانون نافذ ہے اور یہ استحقاق جو آج سینیٹر عبدالواحد نے move کیا ہے اس کی بھی اس کو بڑی سزا بھگتنی ہوگی اور جیسے ہی وہ اپنے علاقے میں جائیں گے ان کے اوپر مزید دباؤ پڑنا شروع ہو جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے حل کے لئے کوئی طریقہ کار نکالا جائے اگر آپ تحریک استحقاق کو ڈیفر کرتے ہیں تو اس دوران صوبہ سرحد کی حکومت کو، وزیر صاحب موجود ہیں بلکہ ہمارے منسٹر آف سٹیٹ سیفران موجود ہیں یہ ان کی ذمہ داری ہے اور ان کی jurisdiction میں آتا ہے، اتنا کہہ دیں کہ تحریک استحقاق پیش ہو چکی ہے اور ان کے فیصلے تک مزید کوئی کارروائی نہ کی جائے۔

پروفیسر خورشید احمد: یہ مسئلہ فی الحقیقت بے حد اہم ہے اور میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ محض فرنٹیر ریجن یا سرحد کے ہمارے دوستوں سے متعلق نہیں ہے میں اور دوسرے ساتھی بھی اپنے آپ کو fully associate کرتے ہیں اس معاملے میں اور حقیقت یہ ہے کہ سیاسی وجوہ سے ہمارے ایک سینیٹر کو ہراساں اگر کیا جا رہا ہے اور مختلف طریقوں سے اس پر پریشر ڈالا جا رہا ہے تو یہ بڑا ہی خطرناک ہے خصوصاً جمہوریت کے مستقبل کے لئے، اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ بحیثیت چیئرمین حکومت کو اس طرف متوجہ کریں، کہ وہ اس معاملے کو seriously لے جلدی لے، اگلے سیشن تک نہ لے جائیں بلکہ فوری طور پر ایکشن لے کر آپ کو رپورٹ کرے۔ آپ کا یہ حق ہے کہ آپ full investigation سے پہلے بھی ایک سینیٹر کے تحفظ کے لیے حکومت کو متوجہ کر سکتے ہیں۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی ڈاکٹر صاحب آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب چیئرمین! میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ کسی کو ہراساں نہیں کیا جائے گا۔ اس مسئلے میں کسی قسم کی غیر قانونی روش اختیار

نہیں کی جائے گی، اگر ہوگئی ہے تو اس کے لیے اس ایوان سے میں معذرت کروں گا جہاں تک بات ہے قانون کی فرمانروائی کی یا قواعد کی یا کسی قانون شکنی کی جو اگر ہوئی ہے تو یہ بھی میں استدعا کروں گا معزز اراکین سے کہ وہ قانون کی فرمانروائی کے لیے جو بنیادی ضرورت ہے اس ملک کی اس میں یہ بھی ہمارا اخلاقی طور پر ساتھ دیں۔ اگر کوئی بھی جرم کرے چاہے کسی شکل میں ہو، کسی status کا ہو وہ قانون سے بالاتر نہیں ہے اس کے خلاف قانونی کارروائی ہونی چاہیے، اسی طرح اگر زیادتی ہوئی ہے تو اس کا ازالہ ہونا چاہیے۔ میں ان سے اتفاق کرتا ہوں۔ اگر قانون شکنی ہوئی ہے تو ان کا بھی اخلاقی فرض ہے کہ اس قانون شکنی کے خلاف، جس فورم پر یہ قدم اٹھایا گیا ہے اس فورم کے ساتھ مل کر چلیں تاکہ کوئی شخص، اس مملکت میں یا اس کے باہر، چاہے وہ ٹرائبل ایریا میں ہے، قانون سے بالاتر نہ ہو اور اس کے ساتھ قانون کے مطابق برتاؤ کیا جائے۔ تاکہ کاروبار مملکت آگے بڑھے عوام کو یہ تاثر دیا جا سکے کہ ان کے ساتھ قانون کے مطابق برتاؤ کیا جا رہا ہے اور ان کے تمام حقوق قانون کے تحفظ کے ساتھ منسلک ہیں اس کے لیے میں تیار ہوں۔ جتنا جلدی ہو سکے گا اس ضمن میں معلومات اکٹھی کر کے......

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ہمیں یقین ہے کہ آپ حالات کی اصلاح میں بھی مدد فرمائیں گے۔

قاضی عبداللطیف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی جناب قاضی صاحب۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

قاضی عبداللطیف: میں گزارش کروں گا۔ ڈاکٹر صاحب کے ہم ممنون و مشکور ہیں۔ انہوں نے فراخدلی سے یہ ارشادات فرمائے ہیں لیکن یہ قانون کی تشریح حکومت کی نگاہ سے کچھ اور ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین: ابھی یہ ہے کہ پورے واقعات سامنے نہیں ہیں۔

قاضی عبداللطیف: میرا خیال ہے کہ ان کی بجائے اس کا زیادہ بہتر جواب وزیر قبائل ہی دے سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: واقعات آجائیں۔ مجھے یقین ہے کہ ڈاکٹر صاحب حالات کی بہتری کے لیے پوری کوشش کریں گے۔ مجھے بھی مطلع رکھیں گے جلد سے جلد جس طرح انہوں نے فرمایا ہے کہ میں معلومات حاصل کروں گا....

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی: پوائنٹ آف آرڈر

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: صرف یہ کہ ہمارے معزز اراکین میں سے چند Chair کے لیے جو حضرت کا لفظ استعمال کرتے ہیں میرے خیال میں یہ نامناسب ہے۔

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر صاحبہ پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی: جناب معزز وزیر صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے محرک تو اس سے انکار نہیں کر رہا اسے واقعہ کا تو پتہ ہے لیکن محرک تو یہ پوچھ رہا ہے کہ اس کا قصور کیا ہے۔ اس کا قصور اس کے سامنے بیان کر دیں۔

جناب چیئرمین: ساری چیز سامنے آجائے گی۔

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی: اور دوسری ایک بات یہ ہے کہ جناب انہوں نے یہ ایک تجویز دی ہے کہ فرنٹیئر کے سٹیٹ منسٹر سے بھی رابطہ کیا جائے۔ اس سے تو خدا کے واسطے رابطہ کریں انہوں نے تو خود اپنے سیکرٹری کو مارا تو دوسروں کے ساتھ وہ کیا سلوک کریں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔ جی جناب لالیکا صاحب۔

میاں عالم علی لالیکا: عبدالواحد کی تحریک استحقاق کے بارے میں بہت اظہار خیال ہو چکا ہے۔ ہمارے وزیر صاحب نے بھی اس پر اظہار خیال فرمایا ہے۔ جہاں تک یہ سوال ہے کہ کوئی آدمی قانون سے بالاتر ہے یا قانون سے بالاتر نہیں کوئی آدمی قانون سے اتفاق کر رہا ہے یا نہیں۔ تو قانون کا اطلاق جو ہے وہ اشخاص پر ہوتا ہے۔ سردست میں جناب والا کے خیال سے متفق ہوں کہ جب تک رپورٹ

نہیں آئے گی یہ ایوان کوئی رائے قائم نہیں کر سکتا ہے تاہم اگر ملک عبدالواحد صاحب کے ذمے کوئی جرم ہے تو اس کی سزا انہیں ملنی چاہیئے ان کی بسوں اور ان کی کار کو نہیں ملنی چاہیئے۔ میں قاضی عبداللطیف صاحب کی اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں کہ جب تک ایوان میں رپورٹ نہیں آ جاتی ہے۔ کہ ان پر کیا الزامات ہیں کیا جرائم ہیں اگر کچھ کیا ہے تو ان کی ذات نے کیا ہے بس نے کچھ نہیں کیا ہے۔ بس ایک مشین ہے اس کو قبضے میں رکھ کر ان کو بلاوجہ مالی منفعت سے محروم کیا جا رہا ہے ایک بس جو چلتی ہے پنجاب میں وہ تین چار ہزار روپے یومیہ کماتی ہے اور اس بس کو اگر آئندہ سیشن تک زیر حراست رکھا جائے گا تو اس سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوگا نہ تو قانون کو کوئی تقویت اور نہ اس سے کچھ معلومات مل سکیں گی۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں یہ سب چیزیں انہوں نے نوٹ کر لی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب اس میں کوشش کریں گے۔ So, we proceed to the next item.

ADJOURNMENT MOTIONS

جناب چیئرمین: ایڈجرنمنٹ موشن بھی ہے کوئی؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: اجازت ہو تو میں عرض کروں۔

جناب چیئرمین: جی جناب فرمائیے۔

Re: task assigned to the U.S Govt. for destroying Poppy crops in NWFP

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: میری عرض یہ ہے کہ معزز رکن نے تحریک التوا پیش کی ہے کہ حکومت ریاستہائے متحدہ امریکہ خود فرنٹیئر کے ایریا میں جہاں پر پوست کاشت ہوتی ہے سپرے کر رہی ہے اور اس طریقہ سے پاکستان کے اندرونی معاملات میں دخل اندازی ہو رہی ہے۔ جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جس خبر کا انہوں نے حوالہ دیا ہے۔ بنیادی طور پر وہ حقائق کے لحاظ سے درست

[Dr. Sher Afgan Khan Niazi]

ہیں ہے۔ بڑی صاف سی بات ہے کہ حکومت پاکستان کا ریاستہائے متحدہ امریکہ سے باقاعدہ ایک معاہدہ ہے۔ اس کی رو سے ہر سال حکومت امریکہ گرانٹ کے طور پر، امداد کے طور پر ہمیں طیارے فراہم کرتی ہے اور ہمیں جو ۔ کیمیاوی مادہ استعمال ہوتا ہے وہ مہیا ہوتا ہے لیکن اس کے علاوہ جہاں تک اس کے آپریٹیو پہلو کا تعلق ہے وہ یہاں پر ہماری اپنی حکومت کرتی ہے یعنی صوبہ سرحد کی حکومت کا محکمہ زراعت اپنے طور پر سپرے کرتا ہے۔ پائلٹ پاکستان کے اپنے ہیں۔ شیڈول ہمارا اپنا ہے۔ لیکن ایک معیاد مقرر ہے۔ فروری سے اپریل اور اسی عرصے میں جو سپرے کیا جاتا ہے اس میں امریکہ کی ڈائریکٹ کوئی مداخلت نہیں ہے نہ اس اپریشن میں ان کا کوئی عمل دخل ہے۔ ہماری اپنی وہاں کی صوبائی حکومت اس اپریشن کو carry out کراتی ہے اور کیمیکل سپرے ہوتا ہے تاکہ پوست کی کاشت جو ہو چکی ہوتی ہے وہ تلف کی جائے اور اس طرح منشیات کے اس سلسلے کو بند کیا جائے۔ یہ حقائق ہیں اگر اس ضمن میں معزز رکن مزید کوئی وضاحت چاہتے ہیں تو وہ بھی میں مہیا کرنے کے لیے تیار ہوں۔ وریقین سے میں کہہ سکتا ہوں کہ حکومت امریکہ کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں ہے یہ حکومت اکستان کا اپنا کام ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ایک ایگریمنٹ کے تحت گرانٹ کی شکل ں ہم ان کے چار طیارے استعمال کر رہے ہیں۔ پہلے ہیلی کاپٹر استعمال ہوتے ۔ جو سپرے کے لئے کیمیکل استعمال ہوتا ہے وہ ہے D-24 یہ اس Chemical ام ہے جو herbicide بھی ہے insecticide بھی ہے۔ اور اس کیمیکل کا بنیادی انسانوں پر کوئی بڑا اثر نہیں پڑتا۔ لائیو سٹاک پر بھی اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا ماسوائے ، فروٹ کے پودوں کے، میں اس سے انکار نہیں کرتا کیونکہ اس کا کچھ نہ کچھ اثر پڑتا ہے ، بھی اس طرح کرتے ہیں کہ poppy plants کو بچانے کے لئے انہیں کچھ پودوں کے نیچے لبو دیتے ہیں اس وجہ سے بعض اوقات poppy plants کو تلف کرنے ، لئے ہمیں اس طرح مجبوراً سپرے کرنا پڑتا ہے کہ جس سے کسانوں یا کاشتکاروں کو ہولی سا نقصان ہونے کا احتمال ہوتا ہے ورنہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ اس کے کوئی مخصوص fatal affects ہوں اس میڈیسن کے انسانوں پر یا لائیو سٹاک یا grass type خود رو پودوں پر کوئی بڑے اثرات نہیں پڑتے گندم یا اس قسم

کی دیگر اجناس جو وہاں پر موسمی طور پر بوئی جاتی ہیں ان پر بھی کوئی برے اثرات نہیں پڑتے۔ اس لیے میں استدعا کروں گا کہ آپ اس تحریک التوا کو ان حقائق کی روشنی میں خارج فرمائیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی طارق صاحب آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

جناب محمد طارق چوہدری: محترم چیئرمین! ایک تو میں نے کل تحریک پڑھتے ہوئے اس میں تصحیح کر دی تھی۔ اس طرف میں سیکرٹریٹ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اس تحریک میں، میں نے کہا ہے کہ ملکی سیادت کے اصولوں کے خلاف ہے، جبکہ انہوں نے "قیادت" لکھا ہے۔ سیادت sovereignty کو کہتے ہیں اور قیادت جو ہے وہ لیڈر شپ ہوتی ہے۔ اور اسی طرح دو جگہ یہی لفظ آیا ہے مجھے نہیں پتہ وہاں پر کیا تھا۔

جناب چیئرمین: sovereignty کا ترجمہ سیادت ہے۔

جناب محمد طارق چوہدری: جی سیادت بھی ہے اور اس کو اقتدار اعلیٰ بھی کہتے ہیں دوسرے یہ کہ کل میں نے اپنے دلائل میں یہی بات کہی تھی کہ اس طرح کے ایریگیشن کے ہم لوگ خلاف نہیں ہیں لیکن امریکہ اگر طیارے دے دے اور چھڑکنے والی دوائیاں دے دے تو پاکستان کی اپنی حکومت خود یہ ایریگیشن کروائے تو اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ڈاکٹر صاحب نے اس کی وضاحت کر دی ہے لہٰذا میں اس کو پریس نہیں کرتا۔

Mr. Chairman: Not pressed. This is dropped. Next adjournment motion is No.14 and 18, by Mr Muhammad Tariq Chaudhry and Prof. Khurshid Ahmed on the fire incident in the Ammunition Factory at Havellian

RE: FIRE INCIDENT IN THE PAKISTAN ORDINANCE FACTORY AT HAVELLIAN

جناب محمد طارق چوہدری: بسم اللہ الرحمان الرحیم، شکریہ جناب چیئرمین! میں تحریک کرتا ہوں کہ قومی اہمیت کے حامل اسی قومی مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے کہ پاکستان آرڈیننس فیکٹری حویلیاں میں آگ لگنے سے 11 افراد جاں بحق ہو گئے، آرڈیننس فیکٹری حویلیاں کی ایف بی شاپ میں صبح 9 بجے

[Mr. Tariq Chaudhry]

کے قریب اچانک آگ بھڑک اٹھی جس سے 11 افراد ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے حادثے کی وجوہات کا ابھی تک تعین نہیں کیا جا سکا ہر جگہ بھڑکتی ہوئی یہ آگ تخریب کاری کا سبب بھی ہو سکتی ہے لہٰذا اس مسئلے کو اس معزز ایوان میں فوری طور پر زیر بحث لایا جائے تاکہ عوام کو حقیقی صورت حال سے آگاہ کیا جا سکے اور یہ ایوان ایسے واقعات کے تدارک کے لیے تجاویز مرتب کر سکے۔

پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمن الرحیم ، میں ایک نہایت اہم اور فوری مسئلے پر تحریک التوا پیش کرتا ہوں کہ پاکستان آرڈیننس فیکٹری حویلیاں میں آگ لگنے سے 11 افراد جاں بحق ہو گئے اس لیے سینیٹ کی معمول کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے۔

Mr. Chairman: Is it opposed?

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب میں اِس کی مخالفت کرتا ہوں وہ بیان دے لیں اس کے بعد میں اس کی وضاحت کر دوں گا۔

جناب چیئرمین: طارق صاحب آپ کچھ مختصر بیان دینا چاہیں گے کیونکہ جو آپ کہنا چاہ رہے ہیں وہ بات تو سامنے آ گئی ہے۔

جناب محمد طارق چوہدری: بس جناب مجھے صرف یہی عرض کرنا ہے کہ ہمارے ہاں فرد کی جان بڑی ہی ارزاں ہو گئی ہے ......

جناب چیئرمین: آپ ایڈمیسبلٹی کی بات کریں ، وہ تو ظاہر ہے کہ 11 آدمی ہلاک ہو گئے ہیں ، آگ لگی ہے .....

جناب محمد طارق چوہدری: دیکھیں چیئرمین صاحب ،

بنتی نہیں ہے بات بادہ و ساغر کہے بغیر

اگر اس کی کوئی تمہید ہی نہیں ہوگی .... ڈاکٹر صاحب تو جناب وزارت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے پونا پونا گھنٹہ لے جاتے ہیں اور آپ ہمیں بولنے ہی نہیں دیتے ہیں ....

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: Point of personal explanation جناب والا! آپ جانتے ہیں کہ کب میں پونا پونا گھنٹہ لے جاتا ہوں گھنٹہ گھنٹہ تو یہ لے جاتے

ہیں بمشکل مجھے ۵ ، ۱۰ منٹ ملتے ہیں

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب بڑے اختصار سے کام لیتے ہیں، جی طارق صاحب

جناب محمد طارق چوہدری: جناب میں آپ کو اپنے رول ۷۵ کا حوالہ دیتا ہوں اگرچہ یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے دلائل کے مطابق تو یہ تحریک التوا بنے گی نہیں کیونکہ میں نے اس میں ذکر کیا ہے ایک تو ہے آرڈیننس فیکٹری، دوسرا ہے حویلیاں تیسرا ہے ۱۱ افراد اور چوتھا ہے جاں بحق ہو گئے کیوں کہ یہ متعدد چیزوں کی ایک کڑی ہے اور پھر ایک فرد نہیں میں نے یہاں 11 کا ذکر کیا ہے اس لیے شاید یہ ڈاکٹر صاحب کے نزدیک ایک واقعہ نہ ہے بصورت دیگر آپ ۷۵ کا اے ، بی ، اور سی ، دیکھ لیں اس کے مطابق یہ مرکزی حکومت کی ذمہ داری ہے یہ فوری نوعیت کا واقعہ ہے، ایک مخصوص واقعہ ہے جس کی طرف میں نے آپ کی توجہ دلائی ہے اس لحاظ سے یہ ہمارے قواعد کے مطابق admissible ہے

Mr. Chairman: Yes please Prof. Khurshid Ahmed, do you want to add something?

پروفیسر خورشید احمد: میں صرف admissibility پر بات کروں گا سب سے پہلی بات یہ ہے کہ آیا یہ فی الحقیقت ایک قومی اہمیت کا مسئلہ ہے یا نہیں۔ میری نگاہ میں اس کی تین وجوہات ہیں پہلی وجہ یہ کہ انسانی جانوں کا ضیاع ہوا ہے جس کی طرف عزیزم طارق چوہدری نے اشارہ کیا ہے دوسری چیز یہ ہے کہ یہ واقعہ آرڈیننس فیکٹری میں ہوا ہے جو دفاعی پیداوار کا ایک بہت ہی حساس علاقہ ہے جہاں پر عام حالات کے مقابلے میں کہیں زیادہ سیکیورٹی کا اہتمام کیا جاتا ہے یا کیا جانا چاہئے اور تیسرا یہ کہ ایک خاص پس منظر میں واقعہ ہوا ہے جس میں ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ ملک کے مختلف حصوں میں تخریب کاری کے واقعات روز افزوں ہیں، دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ آیا ہم نے اس کا فوری نوٹس لیا ہے جیسے ہی یہ واقعہ ہمارے علم میں آیا ہم نے فوراً ایوان کو متوجہ کیا ہم نے اس کے اندر کوئی وقت ضائع نہیں کیا تیسری چیز ایک متعین واقعہ ہے طارق صاحب اس بارے میں بہت اچھی طرح سے وضاحت کر چکے ہیں ڈاکٹر صاحب کی psychoanalytic technique ہے

اس قسم کے معاملات کو dispose of کرانے کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ کسی طرح حق بجانب نہیں ہیں انہیں یہ بات سمجھنی چاہیئے کہ یہ یا اس نوعیت کی تحاریک جو ہیں ان کا اصل فوکس ایک ہی چیز پر ہوتا ہے لیکن اگر آپ اس ٹائپ کا تجزیہ کریں گے تو اس سے آپ ایک مضحکہ خیز صورتحال تو پیدا کر سکتے ہیں لیکن اس کا کوئی حقیقی حل نہیں ہو سکتا۔

اس کا تعلق مرکزی حکومت سے ہے اس لیے کہ یہ ادارے براہ راست فیڈرل گورنمنٹ کے تحت ہیں۔ اس کا تعلق کسی لیجسلیشن سے نہیں ہے کسی پالیسی سے نہیں ہے وہ تمام چیزیں کہ جو دائرہ کار سے باہر ہیں یہ ان کے اندر نہیں آتا اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ جس کے اوپر بحث ہونی چاہیئے چونکہ اس سلسلے میں میرے علم کی حد تک کوئی آفیشل رپورٹ ابھی تک قوم کے سامنے نہیں آئی۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری ضرورت ہے کہ ایوان کے سامنے وہ حقائق لائے جائیں۔ شکریہ!

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب چیرمین! یہ کہنا بجا کہ یہ بہت نازک مسئلہ ہے کہ دفاعی تنصیبات میں بالخصوصی طور پر جہاں دفاعی پیداوار کا یونٹ لگا ہوا ہو اس میں ایسا واقعہ ہو جائے یہ قابل تشویش ہے میں اسے مانتا ہوں لیکن بات یہ ہے کہ ہمیں حقائق کی طرف جانا پڑے گا کہ کیا اس میں بنیادی طور پر کہیں تخریب کاری کا عنصر تھا تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ اس بارے میں چھان بین کی گئی ہے اس میں کسی قسم کا کوئی تخریب کاری کا عنصر نہیں پایا گیا دوسری بات اب یہ آتی ہے کہ کیا وہاں کوئی ایسی کمزوری پائی گئی کہ جس کی وجہ سے یہ حادثہ ہو گیا وہ ہمیں دیکھنا پڑتا ہے سیکیورٹی سے لے کر اس شعبہ تک جہاں پر یہ واقعہ ہوا ہے چھان بین کی گئی ہے باقاعدہ طور پر اس فیکٹری کے اندر جانے اور آنے کے لیے تلاشی لی جاتی ہے جن آدمیوں کے سپیشل کارڈز ہیں ان کو enter کیا جاتا ہے اور پھر جب وہ جاتے ہیں تو اس کے لیے بھی باقاعدہ چیکنگ ہوتی ہے تو وہاں بھی کوئی کمی نہیں پائی گئی اور پھر واقعہ یہ ہے کہ دوسرے نظام بھی چیک کیے گئے مثلاً کیا وہاں پر جو الارمنگ سسٹم تھا وہ آؤٹ آف آرڈر تھا یا ممکن ہے وہاں کوئی نقص پیدا ہو گیا ہو اور fault indicate نہ ہو رہا ہو اس وجہ سے یا جس آدمی کی ذمہ داری تھی اس نے اسے نہ

جانچا ہوا اور اس وجہ سے یہ واقعہ ہو گیا ہو pre-hand اطلاع کا جو الارمنگ سسٹم تھا اس میں کچھ خرابی ہو تو ایسے کسی fault کی detection نہیں ہوئی۔

That is perfectly alright and its alarming system was absolutely correct.

چونکہ وہاں پاؤڈر بنتا ہے تو اس کے لیے بہت سارے اقدامات کیے جاتے ہیں اس کے اندر ایک ایسا نظام ہوتا ہے کہ جب اس قسم کی burning process ہو جائے تو spray system وہاں لگا ہوا ہے cooling system موجود ہے تاکہ کسی قسم کا دھماکہ نہ ہو میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ تمام کھوج لگانے کے بعد یہ طے ہوا کہ اس میں بنیادی طور پر ایک خاص قسم کا ingredient استعمال ہوتا ہے جسے cellulose کہتے ہیں اور یہ تمام دنیا میں اس کام کے لئے استعمال ہوتا ہے پاؤڈر کی mixing میں اور اسے base بنانے کے لیے ابھی اس کا substitute نہیں بنا اور اس cellulose میں ایک inherent weakness ہے کہ automatically بعض اوقات mixing process میں یا mixture plant میں یہ تھوڑا سا بھی heat up یا irritate ہو جائے تو ایسا واقعہ ہو جاتا ہے یہ پاکستان میں ہی نہیں ہوا بلکہ دنیا میں کئی جگہ ایسے کئی واقعات ہوئے ہیں اور اس سے پاکستان مستثنیٰ نہیں ہے یہ rare چیزیں ہیں اور Its percentage in Pakistan is the least اب بات یہ ہے کہ قدرتی طور اس cellulose سے جو اس کی base کے لیے استعمال کیا جاتا ہے

Something happened with that and exploded while the powder was being mixed at the mixing stage.

اب اس میں کسی کی غلطی نہیں ہے یہ قدرتی امر ہے اور یہ واقعات دوسرے ممالک میں بھی ہوتے رہتے ہیں یہ اصل حقیقت ہے جو میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا تھا اس کے بعد آپ کی مرضی ہے جس طرح سے چاہیں تو آپ اس کو ڈسپوز آف کریں بنیادی طور پر یہ تحریک التوا نہیں بنتی۔

قاضی عبداللطیف: میں ڈاکٹر صاحب سے ایک وضاحت چاہوں گا کہ وہاں پر جو جانیں ضائع ہوئی ہیں کیا اس کے لئے کوئی معاوضہ وغیرہ بھی متعین کیا گیا ہے یا دیا گیا ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! یہ اچھی تجویز ہے اگر نہیں بھجوایا گیا تو میں یہ تجویز بھجوا دوں گا کہ معزز ایوان کی یہ خواہش ہے کہ ان قیمتی جانوں کا جو اس حادثہ میں تلف ہوئی ہیں مناسب معاوضہ دے دیا جائے۔

Mr. Chairman: Prof. Sahib do you want to say something?

پروفیسر خورشید احمد: میں ڈاکٹر صاحب کا بے حد ممنون ہوں۔ دراصل تحریک التوا کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ اس قسم کے معاملات پر ہمارے سامنے تصویر کا دوسرا رخ بھی آ جائے اور اس سے اگر ایسا کوئی قومی معاملہ پیدا ہوتا ہے اور اس میں کوئی guidance دی جا سکتی ہو تو اس پر غور کیا جائے۔ اب میں صرف ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو انکوائری ہوئی ہے یہ انکوائری آیا ڈیپارٹمنٹل انکوائری تھی یا اس کے اندر کوئی باہر کا ذمہ دار فرد خواہ وہ منسٹری آف ڈیفنس کا ہو یا ایسے دوسرے اداروں کا مثلاً جوڈیشری وغیرہ شریک تھا یا نہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: یہ انکوائری دفاع کے ذمہ دار افراد نے خود کی ہے جو ہمارے محترم وزیر محترم جیمہ صاحب کی زیر نگرانی ہوئی ہے اور ساری چیزوں کو خود انہوں نے سپروائز کیا ہے یہ انکوائری ذمہ دار افراد نے کی ہے جو دفاع سے منسلک ہیں۔

Mr. Chairman: : So, would you like to press it in the light of the statement?

پروفیسر خورشید احمد: نہیں، میں سمجھتا ہوں کہ سارے facts انہوں نے بتا دیئے ہیں۔

Mr. Chairman: This is not pressed.Disposed of as not pressed.

Next is adjournment motion No.15 and 20 on the explosion of Sui Gas pipelines at Lahore and near Ferozewala. Yes Mr Tariq Chaudhry. No. 15.

(iii) RE: EXPLOSION OF SUI GAS PIPELINE AT LAHORE NEAR FEROZEWALA

جناب محمد طارق چوہدری: شکریہ! جناب چیئرمین میں تحریک کرتا ہوں کہ عوامی اہمیت کے حامل اس قومی مسئلے کو فوری طور پر زیر غور لایا جایا کہ لاہور میں قدرتی گیس کی پائپ لائن پھٹنے سے پورے علاقے میں آگ لگ گئی جس سے ۱۵ افراد ہلاک سینکڑوں زخمی اور بے ہوش ہو گئے بے شمار مکانات جل گئے لاکھوں

روپیوں کا نقصان ہوا اس بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ تخریب کاری کی وجہ سے ہوا ہے یہ تخریب کاری ہے یا تکنیکی غلطی دونوں صورتوں یہ انتہائی اہم نوعیت کا فوری توجہ طلب مسئلہ ہے اسے ایوان میں زیر بحث لایا جائے تاکہ آئندہ کے لیے ایسے واقعات کے اعادہ کو روکنے کے لیے ضروری کارروائی تجویز کی جا سکے۔

جناب چیئرمین: پروفیسر صاحب آپ بھی اس کو پڑھ دیں۔

پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ لاہور نغذ فیروز والا میں سوئی گیس کی پائپ لائن پھٹنے کے واقعہ کو سینیٹ کے اجلاس میں فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔ اس حادثے میں متعدد جانیں ضائع ہوئی ہیں یہ ایک فوری اہمیت کا مسئلہ ہے اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اس پر سینیٹ میں غور کیا جائے۔

Mr. Chairman: Is it opposed?

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! اس کو ڈیفر فرما دیں نیکسٹ سیشن میں لے لیں......

جناب چیئرمین: اچھا، ابھی تفصیل ان کے پاس پوری نہیں ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: مدلل باتیں کہنی ہے اس لیے مناسب نہیں لگتا۔

پروفیسر خورشید احمد: پانچ دن سے تو ہماری میز پر آرہا ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: اگر آپ کہتے ہیں تو ٹھیک ہے پھر آپ کوائف پوچھیں گے جو میرے پاس نہیں ہوں گے پھر بدمزگی ہوگی آپ چاہتے ہیں تو میں پورا مواد آپ کو مہیا کروں گا تاکہ آپ کی تسلی ہو جائے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے پھر اس کو ڈیفر کر دیتے ہیں۔

Mr. Chairman: So, these adjournment motions No. 15 and 20 - are deferred

iv) RE: DIRECTIVE TO PURCHASE A BOOK, "THE WAYOUT" WRITTEN BY MOHTARMA BENAZIR BHUTTO.

پروفیسر خورشید احمد: میں پڑھتا ہوں۔ ایک اخباری اطلاع کے مطابق وزیر

صنعت نے پیپلز پارٹی کی چیئر پرسن کی ڈیڑھ سال پرانی کتاب "دی وے آؤٹ" خریدنے کے لیے سرکاری کارپوریشنوں کو ہدایت کی اس بات کے علی الرغم کہ کہا جا رہا ہے کہ سرکاری خزانہ خالی پڑا ہے ڈیڑھ لاکھ روپے سے زائد سرکاری خزانے سے خرچ ہوں گے اس کتاب کو خرید کر تقسیم کرنے پر وزارت صنعت کے علاوہ دوسرے اداروں کو بھی اس کی خریداری کے لیے کہا گیا ہے اس لیے میں تحریک کرتا ہوں کہ اس اہم اور فوری مسئلے پر سینیٹ کی معمول کی کارروائی روک کر فوری طور پر بحث کی جائے۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: I oppose it.

جناب چیئرمین: کچھ مزید آپ فرمائیں لیکن بہت مختصر۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! اس امر سے تو وزیر صاحب انکار نہیں کر سکیں گے کہ ایسا ہوا ہے اس لیے کہ اخبارات میں اس خط کی فوٹو کاپی چھپی ہے اور میرے پاس وہ موجود ہے جو متعلقہ وزارت سے مارچ میں بھیجا گیا ہے اور جس میں کہا گیا ہے کہ اس کتاب کو اتنی تعداد میں خرید کر بانٹا جائے گا ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان سے کہا گیا ہے ۱۰۰ کاپیاں۔ ایکسپورٹ پروموشن بیورو ۲۰۰ کاپیاں رائس ایکسپورٹ کارپوریشن ۱۰۰ کاپیاں کاٹن ایکسپورٹ ۱۰۰ کاپیاں سٹیٹ لائف انشورنش ۱۰۰ کاپیاں نیشنل انشورنس ۱۰۰ کاپیاں پاکستان انشورنس ۱۰۰ کاپیاں گھی کارپوریشن ۱۰۰ کاپیاں اور یوٹیلٹی سٹورز ۱۰۰ کاپیاں۔ جناب والا! قومی خزانے کا ایک ایک پیسہ قومی امانت ہے اور اگر اسے اس طرح سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے تو یہ ایک خیانت ہے اور اس کا احتساب قوم کا فرض ہے یہ ایک اہم قومی مسئلہ اس لیے ہے صرف اس لیے نہیں کہ اس کا ایک مالی پہلو ہے اس لیے کہ آپ کہہ دیں ڈیڑھ لاکھ روپیہ ایک معمولی رقم ہے حالانکہ میری نگاہ میں ایک روپیہ بھی غلط خرچ ہوتا ہے تو وہ ایک خیانت ہے اور اسے چیک ہونا چاہیئے لیکن دراصل یہ ایک بڑی غلط روایت ہے کتاب میں نے پڑھی ہے یہ ان بیانات اور تقاریر کا مجموعہ ہے جو پچھلے گیارہ سال میں محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ دیتی رہی ہیں ان کو جمع کر کے "بے نظیر بھٹو۔ دی وے آؤٹ"، کے عنوان سے چھاپا گیا ہے کوئی تحقیقی کوئی علمی کوئی non partisan چیز نہیں ہے خالص پولیٹکل اور ایک مخصوص نقطہ نظر

کو پیش کرنے والی چیز ہے ان کو حق پہنچتا ہے وہ لکھیں چھاپیں جو لوگ خریدنا چاہتے ہیں خریدیں اس کی شوق سے رائٹی لیں لیکن حکومت کے خزانے کا استعمال خواہ ایوب صاحب کی "فرینڈز ناٹ ماسٹرز" کے لیے ہو یا بے نظیر صاحبہ کی "دی وے آؤٹ" یا کسی اور فرد کے لیے یہ غلط ہے اور اس روایت کا قائم ہونا اور اس مقصد کے لیے سرکاری خزانے کا استعمال کیا جانا یہ بڑا ہی قابل اعتراض ہے۔ پھر آپ یہ دیکھیے گھی کارپوریشن رائس کارپوریشن relevance کیا ہے اگر فرض کیجیے یہ ہوتا کہ نیشنل سنٹر ہے۔ میری نگاہ میں وہ بھی غلط ہے لیکن چلیئے by a remote argument آپ یہ کہہ سکتے ہیں صاحب لائبریری کے لیے یہ بات کی گئی ہے لیکن وہ ادارے جو بڑے specialized ادارے ہیں جو خود بڑی حد تک نقصان میں جا رہے ہیں جو قوم کے اوپر بوجھ بنے ہوئے ہیں ان کو آپ سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کریں تو جناب والا! یہ قومی خزانے کا غلط استعمال ہے قومی نوعیت کا ایک سیاسی مسئلہ ہے مرکزی حکومت اس کی ذمہ دار ہے مرکزی حکومت نے یہ خط بھیجا ہے اور اپنی تمام سیٹٹ کارپوریشنز کو instructions دی ہیں وہ ایک سیاسی کتاب کو جو ایک پولیٹکل پمفلٹ ہے خریدیں اور پھیلائیں اور اس کے ذریعے جناب والا! میری نگاہ میں ملک میں سیاسی ٹیلنٹس کے لیے سرکاری اداروں کو استعمال کر لیا۔ سرکاری view point کے لیے یا پولیٹکل view point کے لیے سرکاری اداروں کو استعمال کرنا جو خود دستور کے قانون کے اور روایات کے خلاف ہے اس بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا سنگین مسئلہ ہے ملک گیر مسئلہ ہے اس کے دور رس اثرات ہیں اس کی مالی implications بھی ہیں اس کا تعلق مرکزی حکومت سے ہے اس لیے اس تحریک کو منظور کر کے discuss کیا جائے تاکہ ہم مکمل طور پر اس قسم کے اقدامات کا احتساب کر سکیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ جناب ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! اس کو بھی ڈیفر فرمائیں جہاں تک پروفیسر صاحب کی تحریک التوا کا تعلق ہے ویسے تو میں اس کے بارے میں تمام چیزیں پیش کر سکتا ہوں یہ بہت ساری چیزیں ہیں جیسے ایک اخباری اطلاع کے مطابق

کونسی اخبار یہاں تو سینکڑوں اخبارات ہیں۔۔۔۔

پروفیسر خورشید احمد: اس کی فوٹو کاپی دی تھی۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: آپ نے فوٹو کاپی تو دی ہوگی لیکن کونسی باتیں یہ مہمل سی بات ہے اس طرح سے قوم کا پیسہ اِدھر جا رہا ہے پھر تین چیزیں انہوں نے فرمائی ہیں۔۔۔۔

جناب چیئرمین: یہ "جسارت" میں ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! اس میں تین باتیں ہیں انہوں نے خود فرمایا ہے precedents میں دستور میں قانون میں روایات میں لیکن اس قسم کے واقعات کو تحریک التوا بنا کر پیش کرنا ایک بھی انہوں نے precedent پیش نہیں فرمائی فلاں قاعدے کے تحت یا سابقہ روایات میں یا اس معزز سینیٹ کے جو 1985 سے 1987 تک کے Decisions تک ہیں ان میں بہت ساری تحریکات التوا discusss ہوئی ہیں ان پر رولنگز ہیں ایک بھی انہوں نے اپنی سپورٹ میں پیش نہیں فرمائی۔ باتوں سے چیزیں نہیں بنتی حقائق سے بنتی ہیں اصولوں سے بنتی ہیں قاعدوں سے بنتی ہیں اور سابق روایات سے بنتی ہیں تو اب اس ضمن میں مَیں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اگر سابق روایات میں قانون قاعدے میں وہ ایک مثال لے آئیں۔ کہ اس طریقے سے یہ تحریک التوا بنتی ہے تو میں قبول کرلوں گا۔

جناب چیئرمین: آپ ڈیفر کروانا چاہتے ہیں یا دلائل دینا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: سر اسی لئے تو میں کہہ رہا تھا کہ یہ اصولی طور پر قواعد سے بھی متصادم ہے حقائق سے بھی متصادم ہے بہت ساری باتیں یہ نتائج سے بھی نکال لیتے ہیں اس وجہ سے یہ بات وزیر صنعت کے ضمن میں کہی گئی ہے تو اب مجھے انکے بارے میں پورا کھوج لگانا ہوگا یا وزیر صنعت خود تشریف لائیں تو صحیح حقائق سے وہ مطلع فرما سکیں گے اور صورت حال کو واضح کر سکیں گے۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے پروفیسر صاحب! چونکہ وزیر صنعت کا ذکر ہے وہ موجود نہیں ہیں اور یہ وقت چاہتے ہیں کہ اُن سے پورے واقعات معلوم

کرلیں اس لیئے اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس کو ڈیفر کر دیتے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: اگر یہ کہیں تو میں technically ۱۱۰ نکات بتلا سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین: نہیں technically کی بات نہ کریں پہلے یہ واقعات کے بارے میں confirm کر لیں کہ کیا ہے۔ جی پروفیسر صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! جہاں تک آپ کی اس خواہش کا تعلق ہے کہ اس کو ڈیفر کر دیا جائے میں نے ہمیشہ تعاون کیا ہے آج بھی مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا لیکن میں ادب سے صرف یہ کہتا ہوں کہ اس کا اصل نوٹس اپریل کی ۱۸ تاریخ کو اس اخباری تراشے کے ساتھ دیا گیا تھا جس میں خط کا پورا ریفرنس موجود ہے۔ پوری details موجود ہیں اور یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ کس کس کارپوریشن کو یہ بھیجے گئے میں نے اس خط کی فوٹو کاپی بھی فراہم کر دی تھی جو اخبارات نے شائع کیا ہے ایسا نہیں ہے کہ کوئی ڈھکی چھپی چیز ہے۔

۱۸ اپریل سے آج تک حکومت کو لازماً نوٹس بروقت ملا ہوگا انہوں نے تیاری نہیں کی۔ ایک سیشن اس دوران ہوا تو اس وقت بھی یہی بات کہی گئی کہ ابھی ہمیں معلومات مطلوب ہیں۔ ابھی متعلقہ وزیر نہیں ہے میں نے کہا کوئی بات نہیں ہے ٹھیک ہے ڈیفر کریں اب یہ دوسرا سیشن ہے۔ دوسرے سیشن کے آج آخری دن بھی وہی صورتحال ہے میں اب بھی ڈیفر کرنے کو تیار ہوں، لیکن میرا خیال یہ ہے کہ حکومت کو ذرا ان معاملات کے اندر زیادہ responsive ہونا چاہیئے اور وزراء حضرات کو یہاں آنا چاہیئے اور اپنے اقدامات کو defend کرنا چاہیئے، explain کرنا چاہیئے۔ رہی technical باتیں تو ڈاکٹر صاحب خیر اس کے ماہر ہیں، کہ وہ جس چیز کو چاہیں ہوا میں اڑا دیں لیکن ایسا نہیں ہے ہم بھی جانتے ہیں قواعد کو اور ٹیکنکل بنیادوں کو......

جناب چیئرمین: ڈیفر کرنا ہی ہے تو پھر ٹیکنکل بحث پھر سن لیں گے۔ چونکہ ڈاکٹر صاحب کی خواہش ہے تو......

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب چیئرمین! کیا ایک گزارش میری سننا پسند

Dr. sher Afgan Khan Niazi: فرمائیں گے۔ اصل میں اس کا مواد تیار تھا۔ وہ غریب ہر روز لاتے رہتے بد قسمتی سے یہ متوقع نہیں تھا۔

جناب چیئرمین: جی جناب قاضی صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

قاضی عبداللطیف: پوائنٹ آف آرڈر جناب میں اتنی گزارش کروں گا......

(اس مرحلہ پر پھر بجلی فیل ہو گئی)

قاضی عبداللطیف: ڈاکٹر صاحب لیبارٹری کے ماہر ہیں اس لیئے وہ ہر چیز کا تجزیہ کرتے ہیں، اور اس کے اندر جراثیم علیحدہ علیحدہ کرتے ہیں جناب والا! اگر ڈاکٹر صاحب اس پر اس وقت بھی بحث کرنا چاہیں تو میرا خیال ہے وہ کر سکتے ہیں لیکن چار مہینے تک ایک تحریک التوا کو التوا میں رکھنا اس کا معنی یہ ہے کہ ممبروں کو آئندہ کے لیئے یہ حوصلہ نہیں ہوگا کہ ہم کسی اہم ترین معاملے میں تحریک پیش کر دیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی So, this is deferred آدھہ گھنٹہ بھی پورا ہو گیا ہے۔ Now we proceed to the next item of the agenda وہ غالباً کل والی بحث ہے جو نامکمل رہ گئی ہے۔ جی جناب پروفیسر صاحب ذرا مختصر رکھیئے reply میں انہیں معاملات کو چھیڑیں جو وزیر مملکت اور ایڈوائزر صاحب کی تقاریر میں سامنے آئی ہیں۔ نئی چیز کوئی نہ ہو۔

FURTHER DISCUSSION ON THE MOTION RE: VISIT OF INDIAN P.M.

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! غالب سے معذرت کے ساتھ

مختصر کہنے کی کرتے ہیں فرمائش
گو ئم مشکل وگر نہ گو ئم مشکل

بہر حال میں پوری کوشش کروں گا کہ صرف ان سوالات پر بحث کروں جو بحث کے دوران اُٹھے ہیں اور mainly میری توجہ سرکاری بنچوں، محترم جاوید جبار صاحب وزیر مملکت برائے اطلاعات اور محترم اقبال اخوند صاحب ایڈوائزر برائے نیشنل سیکورٹی کی طرف ہے اور قبل اس کے کہ میں اپنی رائے کا اظہار کروں آپ نے کل اُن کو بحیثیت چیئرمین welcome کیا تھا اور میں بحیثیت ممبر انکا اس بات

کا pay contribute کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے پہلی دفعہ ہمارے ایوان میں شرکت کی، اور ہمیں معاملات کو سمجھنے میں مدد دی۔ اس کے لیئے ہم ان کے ممنون ہیں۔

جناب والا! میں اپنی گزارشات کا اس بات سے آغاز کرنا چاہتا ہوں کہ دو issues اس بحث میں ایسے آئے ہیں جس میں میری ناچیز رائے میں حکومت نے ہمیں کچھ معاملات میں assure کیا ہے اور اس کو ہم welcome کرتے ہیں ہمارے پیش نظر ملک کی خارجہ پالیسی کو پوری سمجھداری vision اور احتیاط کے ساتھ چلانا ہے اور اس معاملے میں حکومت سے جو مثبت چیز ہمیں ملے گی ہم اس کا خیر مقدم کریں گے۔ میں سب سے پہلے خیر مقدم کرتا ہوں اس بات کا کہ دونوں حضرات نے ہمیں assure کیا ہے کہ جہاں تک کشمیر کا معاملہ ہے تو اس ملک کو، اس ایوان کو، اس قوم کو مطمئن رہنا چاہیئے کہ حکومت کی نگاہ میں استصواب کے سوا کوئی اسکا حل نہیں ہے اور ہندوستان پاکستان پوری دینا committed ہے کہ یونائیٹڈ نیشنز کی سیکورٹی کونسل کے ریزولوشن کے مطابق اور کشمیر میں مسلمانوں کی جدوجہد کی روشنی میں جو وہ اپنے right of self determination کے لئے کر رہے ہیں حکومت اس کے سوا کوئی دوسرا راستہ صحیح نہیں سمجھتی اور اس معاملے میں ہم سمجھتے ہیں کہ اپوزیشن اور حکومت ہم آہنگ ہیں ہم ... حل کرکے انشاء اللہ کشمیر کی آزادی حاصل کریں گے اور سیکورٹی کونسل کی قرارداد کے مطابق استصواب رائے وہاں ضرور کروائیں گے۔

دوسرا میں welcome کرتا ہوں سیاچین ایران کے موقف کو، جس میں انہوں نے ہمیں بتایا ہے کہ کیا پروگریس ہوئی ہے اور یہ بات بھی بالکل واضح کی کہ حکومت کے سامنے کسی No man's land کا معاملہ نہیں ہے۔ شملہ سمجھوتے سے پہلے جو لائن آف کنٹرول تھی اسی پر فوجوں کو واپس جانا چاہیئے اور ان کی پوری کوشش اس امر پر ہے کہ جلد از جلد ہندوستان کی فوجیں اس لائن کی طرف چلی جائیں۔

اس کے بعد جناب والا! میں جاوید جبار صاحب کے ایک comment پر اپنی رائے ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ کہ میں نے بہت ہی خلوص

[Prof. Khurshid Ahmed]

کے ساتھ اور دنیا کے مختلف ممالک کے مطالعے کے بعد یہ بات کہی تھی کہ خارجہ پالیسی بحیثیت مجموعی یا کم از کم اِکلے کے چند issues ایسے ہونے چاہئیں جس پر شعوری کوشش کرے بجائے اس کے کہ پارٹی کی بنیاد پر سیاست ہو bipartisan پالیسی اختیار کی جائے اور آپ کو معلوم ہے کہ ایک مدت تک یہی روایات باقی رہی ہیں۔ انگلستان میں ایک مدت تک یہی روایت باقی رہی اور آج بھی دو چار issues کو چھوڑ کر جن issues پر تمام اہم پارٹیز کے درمیان consensus ہو جاتا ہے اور کوشش کی جاتی ہے کہ ان کو اعتماد میں لیا جائے، summarily down نہ کیا جائے جاوید جبار صاحب نے اس approach کو condemn کیا کہ یہ خیالی واقعہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بین الاقوامی تعلقات کا گہرائی سے مطالعہ نہیں کیا ہے یا اس کی نزاکت کو پوری طرح محسوس نہیں کیا۔ میں دوبارہ یہ بات کہوں گا کہ حکومت کو اس مسئلے پر غور کرنا چاہیئے اور جہاں جہاں بھی پارٹیوں کے درمیان قوم کے درمیان خاص طور پر فلاں پالیسی میں areas of agreement and consensus پیدا ہو سکے اسے priority دینی چاہیئے۔

تیسری چیز میں یہ عرض کروں گا کہ کل کی گفتگو میں ہمارے ایڈوائیزر صاحب نے دو باتیں ایسی کہی ہیں جن کا نوٹس لینا ضروری ہے پہلی بات یہ کہ اپوزیشن کا پورا موقف ان کی نگاہ میں بڑی حد تک غلط فہمی یا suspicion پر مبنی ہے۔ ہر شخص کو اس بات کا حق ہے کہ وہ اپنی رائے قائم کرے اور مجھے یقین ہے کہ انہوں نے اپنی رائے ضرور اپنی حد تک objective analyses پر قائم کی ہوگی۔ لیکن میں ان سے پورے ادب کے ساتھ یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن کے ارکان نے کھلے ذہن کے ساتھ حقائق کا مطالعہ کیا ہے اور جن خدشوں کا ہم نے اظہار کیا ہے وہ محض تخیلی یا ذہنی نہیں وہ figments of imagination نہیں ان کے پیچھے تاریخی حقائق کا گہرا مطالعہ، ہندوستان کی پالیسی ساز افراد کے بیانات، اور سب سے بڑھ کر اس کا عمل، اور اس کے

ساتھ ساتھ میں پھر یہ بات تقریباً ادب سے لیکن بڑے دکھ سے کہہ رہا ہوں کہ خود حکومت کے ذمہ دار افراد کے ایسے بیانات ہیں جن کی بنیاد پر ہم کچھ معاملات میں شک وشبہ کرنے کے لیے genuine round پاتے ہیں ہم خود چاہتے ہیں کہ کوئی چیز محض شک وشبہ کی بنیاد پر نہ ہو حقائق کی بنیاد پر ہو لیکن جہاں کہیں ایسے clues یا ایسے مواد ملتے ہیں اسے ہم کیسے نظرانداز کر دیں۔ مثال کے طور پر میں ایک ریفرنس پیش کرتا ہوں جو محترمہ وزیراعظم صاحبہ نے برسراقتدار آنے سے پہلے کلکتے کے نیوزپیپر کو انٹرویو دیا جو جنگ میں شائع ہوا ۲۳ مئی ۱۹۸۶ء۔ اس میں کہا گیا کہ

" I like the foreign policy of Rajiv Gandhi. He is following the foot steps of his mother. When I come to power, I will also follow such a policy. This is realistic, independent and non-aligned foreign policy. Late Bhutto also liked such a policy and if the sub-continent i.e. these two countries jointly follow such a policy....

قاضی عبداللطیف: پوائنٹ آف آرڈر۔ ترجمہ نہیں ہو رہا۔

جناب چیئرمین: ترجمہ نہیں ہو رہا جی اس کا بندوبست کیا جائے۔ جی جناب۔

پروفیسر خورشید احمد: میرے بس میں تو نہیں ہے یہ۔ میرے پاس انگریزی میں quotation ہے ورنہ میں اردو میں پڑھ دیتا۔ ترجمہ کی کوشش کریں میں دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔

" I like the foreign policy of Rajiv Gandhi. He is following the foot steps of his mother. When I come to power, I will also follow such a policy. This is realistic, independent and non-aligned foreign policy. Late Bhutto also liked such a policy and if the sub-continent i.e. these two countries jointly follow such a policy then not only these countries can progress but also face the external pressures with determination."

تو جناب والا! اس بیان کو پڑھنے کے بعد اگر میرے جیسے افراد، ہو سکتا ہے کہ

We are slaves to our apprehensions.

اگر انہیں کچھ شبہات نہ پیدا ہوں وہ پریشان نہ ہوں تو ان کے لیے بڑا مشکل ہے اس transition کو کر لینا۔ جناب والا! ۱۲ مئی ۸۶ء کے "مسلم" میں وزیراعظم صاحبہ کا ایک بیان ہمیں ملتا ہے کہ

[Prof. Khurshid Ahmed]

Pakistan and India must bury the hatchets. We have had enough of Let us start a new chapter. India has a new generation leadership and I hope that Pakistan will also have a new generation leadership. I hope that these new generation leaderships will be able to settle problems dealing with each other without any of the bitterness of the past and without any of the prejudice of the past. It is a matter of pride that during the period of PPP democratic India and democratic Pakistan were able to arrive at the Shimla Agreement which has provided the longest basis for good relations in the sub-continent

انڈین ایکسپریس میں ان کا انٹرویو ۳۰، مارچ ۱۹۸۸ء۔

"India and Pakistan tend to be very bigoted about each other and there is tremendous mutual ground as well of hospitality and goodwill. The time in a way has reduced prejudices and healed wounds.....

وہ کہاں ہوئے مجھے نہیں پتہ۔

reduced prejudices and healed wounds and that is what we need now. There is need to develop commercial and cultural contacts between the two countries. This is not an easy challenge."

تو جناب والا! ان تمام چیزوں کی موجودگی میں ہمیں تھوڑا بہت محتاط ہونا پڑتا ہے۔ ہمیں کچھ سوال اٹھانے پڑتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ پی پی پی کی حکومت کا فرض ہے کہ وہ ایسا رویہ اختیار کرے کہ جس سے suspicions دور ہوں اور ہم اس چیلنج کا جو ہندوستان سے آرہا ہے، موثر مقابلہ کر سکیں۔ جناب والا! negotiations بات چیت ضرور ہونی چاہیئے اس کے بغیر دنیا میں کوئی خارجہ پالیسی نہیں چل سکتی۔ دشمن سے بھی بات کی جاتی ہے لیکن اگر دشمن کو دشمن سمجھے بغیر اس کی چالوں کو نظر انداز کر کے اس کے کھیل سے صرف نظر کر کے کام کیا جائے تو پھر چوٹ کھا جاتے ہیں۔ اسی چیز کی طرف ہم متوجہ کر رہے ہیں۔

جناب والا! دوسری بات محترم ایڈوائیزر صاحب نے یہ بھی کہی کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کچھ fear کچھ psychological inferiority complex کچھ nervousnesss اپوزیشن کے حلقوں میں ہے۔ میں انہیں یقین دلانا چاہتا ہوں کہ دور دور تک ایسی کوئی چیز نہیں ہے۔ ہندوستان کو ہم خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں ہم نے ان کو ایک ہزار سال تک face کیا۔ ہم ان

کو آئندہ بھی face کر سکتے ہیں۔ نہ یہاں کوئی nervousness ہے نہ یہاں کوئی inferiority complex ہے۔ اس کے برعکس ہم اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ اگر ہم ایمان اور اپنی قوم پر اعتماد کی بنیاد پر پالیسی بنائیں تو ہندوستان تو ہندوستان ہم دنیا کی بڑی سے بڑی قوت کو face کر سکتے ہیں۔ اور اس دور میں ایران اور افغانستان نے ثابت کر دیا ہے کہ ایران نے امریکہ کی ہر ریشہ دوانی کے باوجود اس کا مقابلہ کیا اور باعزت طور پر کیا اور پھر افغانستان نے، الحمد اللہ نہتے افراد نے دوسری سپر پاور کا مقابلہ کیا اور اس کو withdraw ہونے پر مجبور کر دیا۔ ہم قطعاً nervous نہیں ہیں ہمیں کوئی inferiority comlex psychological نہیں ہے اگر کہیں کوئی complex پایا جاتا ہے تو۔ اتفاق کی بات یہ ہے کہ کل رات ہی میرے پاس لندن سے یہ Pakistan profile جو وہاں کا پندرہ روزہ پرچہ ہے، پہنچا ہے۔ جس کے اندر انگلستان کے سارے اہم اخبارات کا ہر پندرہ دن میں خلاصہ آتا ہے اس میں پہلے ہی page پر ڈیلی ٹیلیگراف، سے محترمہ وزیراعظم صاحبہ کے لندن کے سفر کے دوران انٹرویو ہے۔ میں پڑھ کر سناتا ہوں۔ ہندوستان کے ریفرنس سے کہہ رہی ہیں

"Its blockade of tiny landlocked Nepal over the past three months since trade and transport treaties between India and Nepal ran out also makes us nervous."

nervous اگر کوئی ہوگا تو شاید آپ کی پرائم منسٹر صاحبہ ہوں گی۔ ہم nervous نہیں ہیں۔

جناب والا! اس کے بعد کشمیر کے مسئلے پر یہ جیسا کہ میں نے کہا میں گورنمنٹ کے stand کو welcome کرتا ہوں ہم اسے strengthen کرتے ہیں ہم مل کر یہ لڑائی لڑنا چاہتے ہیں۔ لیکن facts اپنی جگہ ہیں اور وہ یہ ہیں کہ جب راجیو صاحب پاکستان آ رہے تھے تو اس سے پہلے انڈین سیکورٹی کے افراد خاص طور سے انٹیریئر منسٹری میں آئے اور سیکورٹی کے لیے انہوں نے منسٹری آف انٹیریئر کو فہرستیں دیں۔ کہ ان ان افراد سے ہوشیار رہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ان افراد میں افغان انٹیرم گورنمنٹ کا فارن منسٹر، ان کے اندر بیرسٹر سلطان محمود شامل تھے یہ ایک

[Prof. Khurshid Ahmed]

لمبی فہرست تھی جو گیارہ صفحات پر پھیلی ہوئی تھی۔ لیکن سب سے زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ اس فہرست کو من وعن منسٹری آف انٹیریئر نے اپنے دستخطوں سے ساری ایجنسیز کو بھیجا اور میں نے اپنی آنکھوں سے اس کو دیکھا ہے اور پریس کو دکھایا ہے کہ اس میں ان تمام افراد کے نام تھے جن کا آزاد کشمیر سے تعلق تھا ان سب کے آگے لکھا ہوا ہے P.O.K. یعنی Pakistan occupied Kashmir اور منسٹری آف انٹیریئر کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ کم ازکم وہ اتنا سا تو کاٹ دیتی۔ اگر اسی طرح ان لوگوں کے نام سرکولیٹ کرنے بھی تھے جس طرح انڈین سروسز نے ان کو دیئے تھے کہ اس میں ناموں کے آگے P.O.K. لکھا ہوا ہے اسی P.O.K. کے ساتھ آپ نے endorse کر کے اپنی ساری وزارتوں کو بھیج دیئے۔ یہ وہ معاملات ہیں جن میں آپ کو sensitive ہونا چاہیئے۔

جناب والا "ہم ایک ہیں" والی بات میں آگے نہیں بڑھاتا کیونکہ ڈاکٹر بشارت صاحب نے جو بات کہی ہے وہ بالکل صحیح ہے بلاشبہ یہ ذہن یاسر عرفات کے لیے تیار کی گئی ہوگی اور جو صحیح کی گئی۔ ہم "وہ" ایک ہیں۔ لیکن اگر اس کو آپ اس کے ساتھ بھی ملا دیں جن کے ساتھ ہم ایک نہیں ہیں تو یہ بڑی ستم ظریفی ہو گی۔ لیکن میں اس بات کو آگے نہیں بڑھاتا۔

مجھے جناب والا! چیلنج کیا گیا ہے کہ نیوکلیئر پالیسی کے سلسلے میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ میں دل سے چاہتا ہوں کہ کوئی فرق نہ ہو۔ لیکن میں چاہوں گا for my education کہ وزیراعظم صاحبہ کے برسراقتدار آنے کے بعد سے آج تک جو بیانات انہوں نے دیئے ان بیانات میں اور اس معاملے میں ذوالفقار علی بھٹو صاحب سابق وزیراعظم اور جناب جنرل ضیاء الحق صاحب جس مؤقف کا اظہار کرتے میری نگاہ میں دونوں میں نمایاں فرق ہے اس لیے میں چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ اس معاملے میں اپنی پالیسی کو revise کرے اور صرف quotation میں quickly آپ کو دے دیتا ہوں اس لیے کہ میں نے عرض کیا کہ ذوالفقار علی بھٹو نے بعینہٖ وہی بات کہی جو بات ضیاء صاحب کہتے تھے۔ اور وہ موقف یہ تھا کہ ہمارا نیوکلیئر پروگرام پرامن مقاصد

کے لیے ہے۔ ہم ٹیکنالوجی پر دنیا کے کسی ملک کی اجارہ داری ماننے کو تیار نہیں ہیں یہ ہمارا حق ہے یہ ہمارا استحقاق ہے کہ ہم اپنی ضرورت کے مطابق اسے develop کریں اور ہم یک طرفہ طور پر کوئی treaty بناتے کو تیار نہیں ہیں کسی انسپیکشن کے لیے تیار نہیں ہیں۔ لیکن اگر اس علاقے کے بارے میں ایک پالیسی بنے تو ہم فی الحقیقت اسے پسند کرتے ہیں ہم نے initiative لیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بات کہ اگر اس علاقے میں nuclear threat پیدا ہوتا ہے جو پیدا ہو گیا ہے تو یہ ہمارا حق ہے۔ ہم بھی اس threat کے مقابلے کے لیے اپنی deterrent قوت پیدا کریں اس حق کو ہم renounce کرنے کے لیئے تیار نہیں ہیں unilaterly before negotiations ، لیکن اس وقت نظر یہ آتا ہے کہ ہم نے اپنے سارے کارڈز دوسروں کے سامنے کھول دیئے ہیں اور جو چیز ہمارے ہاتھ میں رہنی چاہیئے تھی کسی بھی negotiation کے لیے کسی بھی چیلنج کے لیے حقیقت یہ ہے کہ وہ ہم نے اپنے ہاتھ میں نہیں رکھی ہے۔ یہ کوئی صحیح پالیسی نہیں ہے۔ میں جنرل ضیاءالحق صاحب کا ریفرنس دیتا ہوں کہ کیا فرق ہے "المدینہ" کو انٹرویو دیتے ہوئے جنرل ضیاءالحق صاحب نے یہ بات کہی، یہ میں اس کتاب سے پیش کر رہا ہوں "ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور" اسلامی بم"، زاہد والی خان کی کتاب سے، "المدینہ" میں صدر ضیاءالحق کا انٹرویو شائع ہوا جس میں انہوں نے اس معاملے میں کسی دباؤ کو قبول نہ کرتے ہوئے کہا۔

> "پاکستان ایک آزاد ملک ہے اسے اپنی تاریخ پر فخر ہے اور یہ کہ حکومت فرانس کو اپنا وعدہ پورا کرنا چاہیئے، چین، بھارت روس اور مشرق وسطیٰ میں اسرائیل ایٹم بم بنا چکے ہیں کسی مسلمان ملک نے ابھی تک نہیں بنایا اگر پاکستان ہتھیار بنانے میں کامیاب ہو گیا تو اس سے عالم اسلام کی طاقت میں زبردست اضافہ ہو گا"

اور جناب والا! "ٹائمز" کو انٹرویو دیتے ہوئے جنرل ضیاء نے جو بات کہی وہ بھی نوٹ کرنے کے لائق ہے جس میں انہوں نے صاف کہا۔

[Prof. Khurshid Ahmed]

The president's blunt answer"

> "You can virtually write today that Pakistan can build a bomb whenever it wishes. What is difficult about a bomb? Once you have acquired the technology which Pakistan has, you can do whatever you like. Did that mean Pakistan actually built a bomb or intended to? On both questions, Zia answered 'no'. Even as he maintained a studied ambiguity that mirrored in some respects that of India which also says that India can produce nuclear weapons while insisting that it has not produced nuclear weapons; while insisting that it has not taken that step. Zia said that you can use the atomic device for peaceful purposes only. You can also utilize it for military purposes. We have never said that we are incapable of doing this. We have said this, we have neither the intention nor the desire."

یہ وہ متوازن رویہ ہے کہ جس میں ایک طرف ہم اپنے objectives کو clear کرتے ہیں اپنی صلاحیت کو build کرتے ہیں لیکن اپنے کارڈز پہلے سے پھینک نہیں دیتے بلکہ ہم اپنے اختیار کو محفوظ رکھتے ہیں کہ ہمارا حق ہے اور اس حق کو ہم سے کوئی دوسرا چھین نہیں سکتا۔ یہی وہ چیز ہے جس کو international relations میں کہتے ہیں اور deterrence کے معنی war phobia نہیں ہے، deterrence کے معنی دوسروں کے اوپر حکومت کو unleash کرنا نہیں ہے، deterrence کے معنی صرف یہ ہیں کہ دوسرے کو اس بات کا احساس ہو کہ مدمقابل کے پاس بھی وہ قوت ہے کہ اگر ہم نے ان کے ساتھ زیادتی کی تو وہ ہمیں اتنا نقصان پہنچا سکتے ہیں اور یہی وہ چیز ہے جس کی بنا پر ایک قوم حملہ کرنے سے باز رہتی ہے تو جناب والا! یہ وہ نازک فرق ہے جو آپ کو ملحوظ رکھنا چاہیئے مجھے پتہ ہے کہ اس میں کیا کیا difficulties ہیں اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ ملک جس نے اپنی معیشت کو دوسروں کے ہاتھوں رہن رکھ دیا ہو جس کی ساری غیر ملکی امداد development strategy کے اوپر ہو اور جس کا حال یہ ہو کہ جتنا خرچہ آپ دفاع پر کر رہے ہیں 40% of your budget اتنا ہی آپ tax evasion پر کر رہے ہیں تو اس کی کیا freedom ہو گی اور اس کی کیا mobility ہو گی۔ میں ان تمام باتوں کو جانتا ہوں لیکن ان سب کے باوجود ہمیں یہ زیب نہیں دیتا کہ ہم unilaterally امریکہ کو انگلستان کو اور ساری دنیا کو

یقین دلائیں کہ ہم nuclear technology کے deterrent use کے لیے تیار نہیں ہیں ہمیں اس کارڈ کو باقی رکھنا چاہیئے اور اس کے ساتھ ساتھ باقی تمام احتیاطیں ہمیں کرنی چاہئیں۔

جناب والا! میں نے دو facts مانگے تھے جو مجھے نہیں ملے ، پہلا fact میں نے یہ مانگا تھا کہ مجھے بتایا جائے کہ کشمیر کے مسئلے پر ۱۹۷۲ء اور ۱۹۷۷ء کے درمیان Head of the State Foreign Minister Head of the Government ان تینوں نے کس کس انٹرنیشنل پلیٹ فارم پر کشمیر کے مسئلے کو اٹھایا اور استصواب کے لیے آواز اٹھائی یہ ایک بنیادی سوال تھا اور وعدہ کیا گیا تھا کہ ہم اس کا جواب آپ کو دیں گے اور آپ کو facts provide کریں گے لیکن اب تک مجھے یہ facts نہیں دیئے گئے میں کوئی الزام نہیں لگا رہا ہوں اور میں اب بھی یہ توقع رکھتا ہوں کہ یہ facts فارن آفس فراہم کرکے دے گا کہ ۱۹۷۲ اور ۱۹۷۷ء کے درمیان کتنی بار کس کس پلیٹ فارم کے اوپر Head of the state, Head of the Government and Foreign Minister نے کشمیر کے مسئلے کو اٹھایا۔

جناب والا! میں نے دوسری بات یہ کی تھی کہ میری معلومات کی حد تک جو معاہدہ ابھی پاکستان اور انڈیا کے انٹیریئر joint petrolling check posts سیکرٹریوں کے درمیان ہوا ہے جس پر عمل شروع ہوگیا ہے اس میں پاکستان اور ہندوستان کے اس مشترکہ بارڈر پر جو پنجاب کے ساتھ ہے ۶ چیک پوسٹیں قائم کی گئی ہیں۔ اور وہ بارڈر جو سندھ میں ہم دونوں کے درمیان ہے۔ وہاں صرف دو پوسٹیں قائم کی گئی ہیں میں نے سوال اٹھایا تھا کہ علاقہ برابر ہے خطرہ سندھ میں زیادہ ہے آخر کیوں جبکہ ہم نے یہ concede کیا کہ وہ ہم سے تین گنا زیادہ چیک پوسٹیں قائم کریں جب کہ سندھ جہاں سے کچھ infiltrators پاکستان آرہے ہیں وہاں ہم نے کم از کم مساوی چیک پوسٹس قائم کی ہوتیں۔ مجھے نہیں بتایا گیا کہ میرے facts غلط ہیں یا وہ کیا اسباب تھے جن کی بنا پر ہم نے سندھ کی protection کو اہم نہیں سمجھا اور ہندوستان نے اپنے پنجاب کے

[Prof. Khurshid Ahmed]

بارے میں پوری پوری پلیننگ بندی کر لی ہے

جناب والا! ہمیں چیلنج کیا گیا ہے کہ Zionist Lobby کی بات درست نہیں ہے یہودی ہمارے لیے بڑے محترم ہیں ہم سب کا احترام کرتے ہیں پہلی بات تو میں ادب سے عرض کروں گا کہ قرآن پاک نے ہمیں تمام مذاہب کے لوگوں کا پورا احترام بھی سکھایا ہے لیکن ساتھ ساتھ قرآن پاک نے ہمیں یہ بھی بتا دیا ہے کہ کس سے معاملہ کرنے میں کتنی احتیاط برتنی ہے اور قرآن نے صاف کہا ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں سے معاملہ کرنے میں احتیاط برتو اس لیے کہ جب تم ان کی ہاں میں ہاں نہیں ملاؤ گے اور ان کے نقش قدم پر نہیں چلو گے یہ تمہارا ساتھ نہیں دیں گے پھر قرآن پاک نے یہود اور عیسائی دونوں کے بارے میں بھی فرق کیا ہے کہ کیا ہے کہ عیسائیوں میں پھر وہ ہیں کہ جو اللہ سے زیادہ ڈرنے والے ہیں اللہ کو یاد کرنے والے ہیں ان سے تمہارا معاملہ ہو سکتا ہے لیکن یہودیوں کے بارے میں تم کو محتاط ہونا ہوگا قرآن نے صاف الفاظ میں ساری باتیں ہم کو بتا دی ہیں اور یہ کوئی atticism نہیں ، یہ فراست ہے یہ تاریخی حقائق ہیں اور جناب والا! Zionist Lobby کی بات آپ کرتے ہیں تو میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ Zionist Lobby کا سرخیل امریکہ، سولارز کی کتاب اگر آپ نے نہیں پڑھی تو پڑھ لیجئے "Those who dare to speak" کتاب میں اس نے ان تمام کا کچا چٹھا پیش کیا ہے اور بتلایا کہ کس کس کا کیا کیا رول ہے اور یہی وہ سولارز صاحب ہیں جنہوں نے پاکستان کو ہر ممکن زک پہنچانے کی کوشش کی اور یہی وہ سولارز صاحب ہیں جو آج ہمارے سب سے بڑے ایڈوائزر بنے ہوئے ہیں، ہم نے اس ایوان میں Mark Saigal کے documents پیش کیے اور متعلقہ وزیر صاحب اس کو refute نہیں کر سکے میں نے ان تمام parenthesis کی فوٹو کاپیاں دی ہیں جو پاکستان اور واشنگٹن کے درمیان exchange ہوئے ہیں یہ بات کہہ دینا کہ مارک سیگل کو ہم نے باقاعدہ Lobbyist نہیں بنایا ہے بلکہ ہم نے ایک اور کمپنی کو بنایا ہے جس میں وہ شیئر ہولڈر ہے جس میں وہ ملازم ہے یہ ساری کی ساری camouflage کرنے والی چیزیں ہیں یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے پورے کے

پورے public relationing کا کام، media سے contact کا کام حتیٰ کہ speech writing کا کام کیا ہے اگر اس کے بعد بھی آپ کہتے ہیں کہ Zionist Lobby involve نہیں ہے تو ہو سکتا ہے کہ نہ ہو لیکن ہم آنکھیں بند نہیں کر سکتے۔

جناب والا! میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ہم جس بات پر پریشان ہیں وہ یہ ہے کہ ہندوستان اس ملاقات کو اپنی مقامی ضروریات کے لیے استعمال کرنا کرنا چاہتا ہے اور ابھی میرے پاس 'London Times' کا ۱۹ تاریخ کا ایڈیٹوریل ہے جس میں راجیو صاحب کے پاکستان visit کو انہوں نے analyse کیا ہے اور مجھے توقع ہے کہ فارن آفس نے ضرور اس کو دیکھا ہوگا اس کے الفاظ یہ ہیں۔

In the immediate future he (Mr. Rajiv Gandhi) faces the general elections at a time when his Congress party has lost many of its traditional supporters among them a large number of India's 90 million Muslim Population. A successful rapprochement with Miss Bhutto who has captured the imagination of the Indian public would help to boost the Muslim Votes for Congress. In return visit by her to New Delhi in October or November would serve him well!"

جناب والا! ٹھیک ہے راجیو صاحب کچھ مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں اور انہیں اس بات کا حق ہے لیکن ہمیں سوچنا چاہیئے کہ ہم کتنا استعمال ہوں، کتنا استعمال نہ ہوں۔ ہمارا leverage کیا ہے۔ کس حد تک ہم جائیں کس حد تک ہم نہ جائیں ہم دراصل اس کے برعکس یہ دیکھ رہے ہیں کہ دولت مشترکہ کے مسئلے پر جو بھٹو صاحب نے Myth of Independence میں ۱۹۶۷ء میں لکھا تھا کہ پاکستان کو اس سے بحسن و خوبی واپس آجانا چاہیئے اس کے بعد پھر ۱۹۷۲ میں جو برطانیہ نے role play کیا دولت مشترکہ نے play کیا پاکستان کو توڑنے میں اس پر احتجاج کرتے ہوئے بھٹو صاحب نے withdraw کیا اور جنا ۱۹۷۸ء میں بینظیر بھٹو صاحبہ نے Foreign Policy of Pakistan کتاب لکھی اور ذوالفقار علی بھٹو صاحب مرحوم نے 'The International Perspectives'

[Prof. Khurshid Ahmed]

مرنے سے پہلے اس کو ریوائز کیا یہ کتاب حال ہی میں شائع ہوئی ہے اور اس کتاب میں دولت مشترکہ کے اوپر دو باب ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ دولت مشترکہ سے نکلنا عقلی اور تاریخی محکم دلائل کی بنیاد پر ایک چیز تھی اور پاکستان کا کوئی future contact اور line of relationship یورپ اور U.K. کے ساتھ نہیں ہے اور دولت مشترکہ جو ہے یہ ایک Colonial legacy ہے لیکن آج راجیو تیار ہو گئے ہیں۔ تو ہم تیار ہو گئے ہیں۔ ماضی کو بھول گئے ہیں اور کامن ویلتھ میں گھسے جا رہے ہیں بلا اس بات کو سوچے ہوئے کہ کیا فی الحقیقت کوئی حقیقی فائدہ آج ہمیں حاصل ہو سکتا ہے اور کیا یہ شرم کی بات نہیں ہے کہ ایک اسلامی ملک by choice ایک ایسے کلب میں جائے جو colonial club ہے اگر ہم اس میں historical legacy کی بنا پر رہتے تو شاید گوارا کیا جا سکتا تھا حالانکہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے اپنی طالب علمی میں لکھا تھا کہ ہمیں اس میں سے نکل آنا چاہیئے لیکن اب خود اس کے اندر جانا یہ تو بڑا ہی شرم ناک ہے نامعلوم وہ کیا چیزیں ہیں جن کی بنا پر ہمارے دل بدل گئے ہیں اور ہم اس طریقے پر اس میں جانے کو تیار ہو گئے ہیں اب راجیو سے اشارہ مل گیا ہے Ramfel سے ملاقات ہو گئی ہے اور کوالالمپور میں محفل سجائی جا رہی ہے جناب والا! یہ وہ چیزیں ہیں جن کی بنا پر یہ suspicions پیدا ہوئے ہیں یہ suspicions ہیں کاش کہ یہ غلط ہو اور خدا کرے کہ ان suspicions کا نوٹس لیتے ہوئے ہم اپنی پالیسی میں ایسی تبدیلی کر دیں جس کے نتیجے کے طور پر قوم میں یہ apprehensions نہ ہوں اور ہم مل کر بیرونی خطرات کا مقابلہ کر سکیں۔

جناب والا! یہ چند معروضات تھیں جو میں عرض کرنا چاہتا تھا اور یہ کہنا چاہتا کہ تاریخ خود ایک بہت بڑا فیکٹر ہے حقائق نظر انداز نہیں کیے جا سکتے اور تاریخ کو محض cobweb of history کہنا تاریخ کے ساتھ ظلم اور بین الاقوامی پالیسی بنانے میں ایک نہایت shallow قسم کی openness ہے حقائق کی روشنی میں فارن پالیسی بنائی جا سکتی ہے اگر ماضی کو نظر انداز کر کے فارن پالیسی بنائی گئی تو آپ

ٹھوکریں کھائیں گے - ٹھوکریں کھائیں گے۔ ٹھوکریں کھائیں گے۔ واحد راستہ یہ ہے ماضی سے سبق سیکھیے دشمن کو پہچانئے اسکی چالوں کو جانیے پھر فراست سے سمجھداری سے حکمت عملی سے اور openness کے ساتھ چلیں اس لیے کہ بعض negotiations اور political solutions کا یہی راستہ ہے لیکن اس تک پہنچنے کے لیے بہت کچھ کرنا پڑتا ہے اگر آپ نے اسے نظر انداز کر دیا تو پھر negotiation table کے اوپر مار کھا جائیں گے - اپنا ہوم ورک کیجئے پبلک کو ساتھ لے کر چلیئے پبلک پریشر کو استعمال کیجئے جمہوریت ایک نعمت ہے آپ دوسرے ممالک سے گفتگو کرتے ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ مجھے اپنی پوری قوم کو ساتھ لے کر چلنا ہے میں خود کوئی بات Commit نہیں کر سکتی یہ ہے جناب والا! وہ طریقہ جس سے فارن پالیسی بنائی جاتی ہے اور جیسا کہ جناب والا! میں نے نوٹس دیا ہے میں چاہتا ہوں اس بحث کے اختتام پر ایک substantive resolution کے ذریعے سے پوری احتیاط کے ساتھ جس طرح دنیا کے دوسرے ممالک کا قاعدہ ہے اس مسئلے کے بارے میں سینیٹ اپنے خیالات کا اظہار کرے جس کی حیثیت ایک گائیڈ لائن کی ہے آپ کو معلوم ہے امریکہ میں سینیٹ کی committees of the House of Representatives آج بھی International Democratic countries کی Association کی تجویز چھوڑی گئی ہے اس کے بارے میں امریکہ ایک resolution بنا رہا ہے اور میں چاہتا ہوں ہم بھی ریزولیوشن کو بنا رہا ہے بنائیں جس کا ڈرافٹ تیار کر کے آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے فارن آفس کو بھی دیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ مجھے اس بات کا موقع دیا جائے کہ at the conclusion of this debate یہ substance Resolution move کر دوں۔

Mr. Chairman: We will come to that later.

جی بہرہ ور سعید صاحب آپ سے بھی درخواست کروں گا جو نکات جاوید جبار صاحب کی تقریر میں اور ایڈوائزر صاحب کی تقریر میں اٹھائے گئے ہیں اور جو نئی بات سامنے آئی ہے ان پر آپ کچھ کہنا چاہیں تو کہیں لیکن اپنی طرف سے مہربانی کر کے کوئی نئی بات شروع نہ کریں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم، نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب میری یہی کوشش ہوگی کہ جناب اخوند صاحب نے اور جناب جاوید جبار صاحب نے جن واقعات کا ذکر کیا ہے ان کا کچھ analysis کروں اور یہ بتانے کی کوشش کروں کہ اس میں کہاں تک سچائی ہے اور کہاں تک غلط بیانی ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے دوسرے آدمی سے پوچھا کہ بھائی گول میز کانفرنس کیا ہوتی ہے اس نے کہا کہ یہ ایک گول کمرہ ہوتا ہے جس میں ایک گول میز پڑی ہوتی ہے جس کے ارد گرد گول دائرے میں لوگ بیٹھے ہوتے ہیں گول مول وہ خود ہوتے ہیں اور گول مول باتیں کرکے ایک دوسرے کو گول مول کرکے وہ چلے جاتے ہیں اور مسئلہ بھی گول ہو جاتا ہے۔ میں یہی کہوں گا مجھے بڑا اشتیاق تھا مجھے بڑا شوق تھا کہ میں ایک سرحد کا اخوند سندھ کے اخوند کو اس پر تبصرہ کرتے ہوئے سنوں۔ لیکن میں یہی کہوں گا کہ وہ واقعی بہت بڑے ڈپلومیٹ ہیں جو ہم سب کو گول کرکے کل تشریف لے گئے ان کی تقریر کا جو نچوڑ جو میں سمجھا ہوں وہ یہ ہے کہ جو پالیسی ابھی تک انہوں نے ہندوستان کے متعلق بنائی ہے یا تشکیل دی ہے اس میں کوئی فرق نہیں آیا اسی پالیسی پر یہ گامزن ہیں اور آئندہ بھی وہ اسی پر گامزن رہیں گے۔ انہوں نے کشمیر کا تذکرہ کیا سیاچین کا تذکرہ کیا نیوکلیئر کا تذکرہ کیا اور پھر سب سے بڑھ کر یہی فرمایا کہ مذاکرات ہو رہے ہیں سیکرٹیریز آپس میں مل رہے ہیں بات چیت ہو رہی ہے شملہ معاہدہ میں جو جو چیزیں درج ہیں اس پر عمل درآمد کرنے کی کوشش ہو رہی ہے اور ان سب چیزوں کا علاج انہوں نے یہی فرمایا کہ دشمن کے ساتھ بھی ڈائیلاگ سے گریز نہیں کرنا چاہئے اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میرے محترم دوست پروفیسر خورشید صاحب نے بھی اس کی تائید کی ہے ڈائیلاگ پر واقعی کوئی فریق یا بندہ اعتراض نہیں کرتا ڈائیلاگ ہونے چاہئیں لیکن کس کے مابین۔ یہ میں پہلے ایشو پر بات کر رہا ہوں۔ ڈائیلاگ کبھی ایک کمزور اور طاقتور کے درمیان نہیں ہو سکتے۔ دو برابر کے ہوں تو صحیح ڈائیلاگ یا میٹنگ ہو سکتی ہے گفت و شنید ہو سکتی ہے اور روس اور امریکہ کی مثال دی گئی ٹھیک ہے شاید دو بڑی سپر طاقتیں آپس میں

بیٹھی ہیں کافی مسئلے انہوں نے حل کیئے اد کر رہے ہیں مگر میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا روس نے امریکہ کی کسی سٹیٹ پر قبضہ کر لیا ہے یا امریکہ نے یہاں آکر منگولیا پر قبضہ کر لیا ہے اور اس کے متعلق ایک بین الاقوامی فیصلہ ہوا ہے جہاں تک کاغذی کارروائی ہے ٹیبل پر بیٹھ کر بات چیت کرنی ایک الگ چیز ہے اور جو عملی صورت ہے وہ بالکل مختلف ہے۔ راجیو گاندھی کا تشریف لانا اور جس انداز سے جس شان سے میرے اخوند صاحب نے مشترکہ اعلامیہ کا ذکر فرمایا وہ درست لیکن مشترکہ پریس کانفرنس کو میرے خیال میں شاید وہ بھول گئے حالانکہ مشترکہ پریس کانفرنس میں وہ سارے مسائل جن کا وہ ذکر فرما رہے ہیں اور جن کا جاوید جبار نے ذکر فرمایا ہے اس نے وہی جوابات دیئے ہیں جو ایک ہندو سے کم از کم مجھے توقع تھی یہ سمجھنا یہ تصور کرنا کہ ہمارا ازلی دشمن کبھی یہ سوچے گا یا کبھی اس کی یہ خواہش ہوگی کہ وہ پاکستان کے ساتھ اچھے ہمسائے کے طور پر رہے خوش فہمی ہوگی۔ یہ تو ہمارا اسلامی فرض ہے کہ ہم اچھے ہمسائے کی طرح رہیں مگر کسی کے ساتھ۔ چانکیا کی اولاد کا رویہ یہ ہوتا ہے کہ جب تک وہ کمزور ہے دشمن کے پاؤں چومتا ہے اور جب طاقت میں آتا ہے تو اس کے سر کو پاؤں کے نیچے کچلنا شروع کر دیتا ہے۔

جناب ہم نے جو موشن پیش کی ہے وہ ہندوستان کے وزیر اعظم کے پاکستان کے دورے کے بارے میں ہے پاکستان کی اس خالی خارجہ پالیسی کے متعلق ہم نے کوئی موشن پیش نہیں کی۔ اس لیے خارجہ پالیسی اور دیگر مسائل پر جیسے اخوند صاحب نے offer کی ہے کہ ہم اس پر broad based discussion کر لیں۔ ہم اس چیز کو welcome کرتے ہیں۔ انہوں نے گلہ کیا ہے کہ ہم نے کوئی تجویز پیش نہیں کی ٹھیک ہے انشاء اللہ، ہم کچھ تجاویز پیش کریں گے وہ ایک کام کریں کہ اس پارلیمنٹ کو اعتماد میں لیں۔ کس سلسلے میں؟ جو شملہ معاہدے کے وقت پاکستان کے ... اور راجیو گاندھی کے یہاں آنے پر جو خفیہ معاہدہ ہوا اس سلسلے میں اعتماد میں لے لیں۔ میں جانتا ہوں انہوں نے انکار کیا کہ کوئی خفیہ معاہدہ نہیں ہوا لیکن میں انکی توجہ اس خبر کی طرف مبذول کراؤں گا جو پرسوں کے ... وقت، میں

[Akhunzada Behrawar Saeed]

چھپی ہے۔ بے نظیر اور راجیو میں خفیہ معاہدہ۔ خفیہ مفاہمت ہوئی ہے۔ بھارتی جریدہ۔ اور اس میں وہ بتاتے ہیں کہ کن مسائل پر مفاہمت ہوئی ہے اور ان کو وہ کب تک راز میں رکھیں گے اس نے آگے بتایا کہ جب دونوں stable ہو جائیں گے کہ جب دونوں اس پوزیشن میں ہو جائیں گے کہ اس پر عمل درآمد کرنے کے قابل ہوں تو اس وقت اس معاہدے کی تفصیل عوام کے سامنے لائی جائیں گی۔ میں اخوند صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ آپ ہمیں اعتماد میں لیں۔ ٹھیک ہے آپ اس وقت اس ملک کے حکمران ہیں مگر ہم بھی اس ملک کی باسی اور رہنے والے ہیں۔ ہمیں اس ملک کی آزادی سالمیت اور یکجہتی اتنی پیاری ہے کہ شاید ہی ان حکمرانوں کو اتنی پیاری ہو۔ جمہوریت کا تو یہ راگ الاپتے ہیں اور پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ وزیر اعظم صاحبہ کو سارے اختیارات دیئے جائیں کیونکہ یہ پارلیمنٹ کے سامنے جوابدہ ہے تو میں یہ انکو دعوت دیتا ہوں کہ وزیر اعظم صاحبہ یہاں تشریف لائیں یہ بھی پارلیمنٹ کا حصہ ہے ہمیں اعتماد میں لیجئے اور بتایئے کہ ہندوستان کے متعلق آپ کی کیا پالیسی ہے راجیو کی پریس کانفرنس کے بعد مجھے نہ تو جاوید جبار صاحب نے اور نہ میرے اخوند صاحب نے ان اعتراضات کا جواب دیا جو میں نے اٹھائے ہیں۔ پروفیسر صاحب کی رائے کے مطابق جو دھن بجائی گئی وہ اتنی اہم نہیں ہوگی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ دھن پاکستان کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کی ایک سازش تھی۔ یہ کہنا کہ یاسر عرفات کے لئے بھی یہ دھن بجائی گئی تھی بھائی یاسر عرفات کی حد تک تو ٹھیک ہے راجیو تو ہمارا بھائی نہیں ہے لیکن یاسر عرفات تو ہمارا بھائی ہے۔ سارے مسلمان بھائی بھائی ہوتے ہیں مگر راجیو گاندھی کے لئے بھی کیوں یہ دھن بجائی گئی تھی ہمیں اپنی دھن بجانی چاہیئے تھی۔ لیکن اگر ان کے لئے بجائی گئی تو اس کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ راجیو بھی بھائی ہو گیا۔ ہمارے قائد نے کہا تھا ہم الگ الگ دو قومیں ہیں۔ یہاں تک فرق ہے کہ وہ اپنی والدہ کو جلاتے ہیں تو ہم دفن کرتے ہیں۔ تو جناب اتنا اختلاف ہوتے ہوئے ہم دونوں کیسے ایک ہیں۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ وہ دھن کیوں بجائی گئی؟ اس کا جواب یہاں آکر ہمیں دیں اور ہمیں اعتماد میں لیں۔ قوم کو بتائیں۔ ورنہ ہم یہاں خاموش نہیں بیٹھیں گے۔

آج ہم نے پارلیمنٹ میں یہ مسئلہ اٹھایا ہے ہم عوام میں بھی جائیں گے یہی مسئلہ لے کر جائیں گے۔ وہاں عوام سے یہ پوچھیں گے کہ یہ عوامی حکومت بتائے کہ اس نے یہ کیوں کہا ہے کہ ہم ایک ہیں جبکہ ہمارا نظریہ یہ ہے کہ ہم ایک نہیں ہیں ہم نے اس بنیاد پر پاکستان حاصل کیا ہے کہ ہندو الگ قوم ہے اور مسلمان الگ قوم ہے۔ ایک وزیر صاحب فرماتے ہیں کہ راجیو کے آنے سے پاکستان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا ہے۔ یہ بتائیے کہ پاکستان کو فائدہ کیا ہوا؟ میں کہوں گا کہ ہندوستان کو اس کے دورے سے بہت بڑا فائدہ ہوا۔

اب یہ کشمیر کے متعلق فرماتے ہیں کہ ہماری وہی پالیسی ہے شملہ معاہدہ والی۔ یہ معاہدہ میں نے بھی پڑھا ہے میں نے پڑھ کر سنایا ہے اس کی شقیں میں نے پڑھ کر سنائی ہیں۔ جہاں پر جموں و کشمیر پر آتے ہیں۔ تو کنٹرول لائن ..... ، اس کی significance کیا ہے جناب والا! کیوں ceasefire line کو چھوڑ کر کنٹرول لائن پر آ گئے۔ ceasefire line ایک بین الاقوامی طور پر منظور کردہ لائن ہے۔ اور کنٹرول لائن کا مطلب یہ ہو گیا کہ جو علاقہ آپکے کنٹرول میں وہ آپ کا، اور جو ہمارے کنٹرول میں ہے وہ ہمارا۔ اس واسطے کشمیر کا فیصلہ ختم ہو گیا۔ اور یہی راجیو نے بڑے انداز سے کہا فخریہ انداز سے کہا کہ کشمیر میں استصواب رائے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں اس کو مانوں جناب چیئرمین صاحب یا میں اپنے اخوند صاحب کی اس شملہ معاہدے کی رو سے recognized position کو مانوں۔ یا ان کا مختلف اداروں میں یہ کہنا کہ کشمیر میں استصواب رائے ہونی چاہیئے میں اس کو مانوں۔ ایک فریق راجیو ہے ایک فریق محترمہ وزیر اعظم ہے۔ وہ کہتا ہے کشمیر کا مسئلہ ختم ہے اُٹھایئے آپ کتابیں! ان سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ شملہ معاہدہ سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ آپ ایسی طاقت پیدا کریں۔ آپ ایسی پالیسی اختیار کریں جس سے اس مسئلے کا فیصلہ ہو۔ کیا رد عمل ہوا۔ جو حریت پسند ہزار کے قریب کشمیر میں جدوجہد کر رہے تھے ان میں سے ساڑھے تین ہزار پکڑے گئے۔ کیوں؟ یہ اطلاع کس نے دی؟ یہ راز کس نے فاش کیا؟ کنن اس پر رد عمل ہوا؟ کتنے ان کے حوصلے پست ہوئے اور راجیو کی جیب میں ہندوؤں کے کتنے ووٹ آ گئے۔ میرے ایک دوست نے ٹھیک

[Akhunzada Behrawar Saeed]

کہا کہ راجیو نے اپنی الیکشن مہم اسلام آباد سے شروع کی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس نے اپنی مہم اسلام آباد سے شروع کی۔ کشمیر کا مسئلہ .... ان چکنی چپڑی باتوں سے .... لوگوں کو مت پھسلا بابا، اس سے کچھ نہیں ہوگا۔ دو ٹوک الفاظ میں کہئیے آپ نے کیوں اس وقت راجیو کو نہیں کہا، کہ نہیں، کشمیر میں ضرور plabiscite ہوگا۔ کشمیر میں استصواب رائے ہوگا۔ یہ مسئلہ ختم نہیں ہے زندہ ہے۔ آپ کیوں خاموش رہے اتنا کہنا کہ we have different perceptions کافی نہیں ہے۔ ایک اسلامی مملکت کی حکومت کی سربراہ 36 سالہ خاتون، وزیراعظم پاکستان، پیپلز پارٹی کی Co-Chair person یہ کہے کہ We have different perceptions گویا یہ کافی ہے اس سے سارے آزاد کشمیر کے لوگوں کے حوصلے پست ہو گئے۔ شمالی علاقوں میں اس کا اثر پڑا ہے اور اندرون کشمیر حریت پسندوں کے حوصلے پست ہوئے۔ اور ہندو نے اپنی قوم کو یہ بتایا کہ کشمیر کا مسئلہ اب بالکل ختم ہو گیا ہے۔

جناب والا! مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ آج سے کئی سال پہلے ہندوستان کے وزیر داخلہ نے طنزاً یہ بات کہی تھی اور کشمیر میں جا کر کہی تھی کہ رائے شماری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور آج ہندوستان کا وزیراعظم یہاں آ کر میرا رزق و نمک کھا کر یہ کہہ کر میرے منہ پر تھپڑ مارتا ہے کہ کشمیر میں استصواب رائے نہیں ہو سکتا۔ ہماری وزیراعظم یہ جانتے ہوئے کہ قائداعظم کے بقول یہ کشمیر ہماری شہ رگ ہے ہم بھی یہ کہتے ہیں کہ یہ ہماری شہ رگ ہے جغرافیہ بھی یہ کہتا ہے ساری دنیا یہ مانتی ہے میری وزیراعظم یہ دیکھتی ہے مگر وہ خاموش رہتی ہے اور وہ کہتے ہیں ناں الخاموشی نیم رضا۔ یہ بات ہوگی

اسی طرح سیاچین کے مسئلہ پر ہم نے کیا پایا کیا کھویا۔ اور آپ کی حکومت نے کھویا۔ no man land declare کرنا یا آرمی کو re-deploy کرنا، کس آرمی کو re-deploy کرو گے۔ یہ سیاچین میرا علاقہ ہے۔ یہ میرا حق ہے۔ اس پر ہندوستان نے یلغار کی ہے۔ کیوں کی ہے؟ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے

کہ اس کی اتنی بڑی نیوی ہے کہ وہ کسی بھی وقت، جب چاہئے پاکستان کا سمندری محاصرہ کر سکتا ہے۔ دوسری طرف افغانستان میں ابھی اس کے پائلٹس بھی گئے ہیں اس کے ایڈوائیزر بھی گئے ہیں۔ اس کو ہمارے جلال آباد پر حملے کے راز بھی معلوم ہو گئے ہیں وہ سیاچین پر آکر خشکی پر بھی ہماری ناکہ بندی کر دے گا ایک راستہ آپ کے پاس چین کا رہتا ہے جس کو وہ بند کر دیتا ہے اور اس کو ہم کہتے ہیں Re-deployment of the forces کیا خوبصورت لفظ فرمایا کہ آرمی کی re-deployment کریں گے یعنی اس کو متنازعہ بنا دیا گیا۔ میری وزیر اعظم نے یہ تسلیم کر لیا کہ یہ میرا علاقہ نہیں ہے یہ متنازعہ علاقہ ہے۔ کہتے ہیں ہم نے کیا کھویا۔ میں کہتا ہوں ہم نے کیا پایا کھویا تو بہت ہے، پایا تو راجیو گاندھی نے ہے۔

پھر جناب نیوکلیئر پروگرام میں کتنی خوبصورتی سے فرماتے ہیں کہ وہ تو آرمی کے کنٹرول میں ہے۔ کیا مطلب ہے اس طنز کا۔ کہ آپ جب تک اس کو اپنے کنٹرول میں نہیں لیں گے اور اس کو میرے حوالے نہیں کریں گے، میں بھائی نہیں بن سکتا۔ تم ہزاروں دفعہ دھن بجاؤ، یہ کرنا ہوگا اور جناب والا! آئی ایس آئی پر پہلا وار کیا گیا۔۔۔۔۔

<u>جناب چیئرمین</u>: یہ باتیں آپ پہلے کر چکے ہیں۔ آپ نے ساری باتیں، آئی ایس آئی، کشمیر، سیاچین پر کر لی ہیں اب ان کی جو نئی باتیں ہیں ان کا آپ جواب دیں۔ آپ دہرا رہے ہیں یہ باتیں آپ پہلے کہہ چکے ہیں۔

<u>خونزادہ بہرہ ور سعید</u>: جی ان میں سے وہی باتیں جو انہوں نے فرمائیں صرف کاغذ کے پرزے تک محدود تھیں۔ میں اس کی عملی شکل پر گفتگو کر رہا ہوں میں ان کو، اس ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ پڑھی ہوئی یا لکھی ہوئی چیز اور ہے ہٹلر کے کہنے کے مطابق کہ معاہدہ تو اس پیپر پر لکھا جاتا ہے اس کی بھی value نہیں ہے۔ ہٹلر اور راجیو میں کیا فرق ہے۔ اتنا فرق ہے کہ وہ وہاں کا استعمار تھا یہ یہاں کا استعمار ہے۔

[Akhunzada Behrawar Saeed]

جناب والا! سارک کانفرنس میں جس طریقے سے ایڈوائیزر صاحب نے فرمایا جو تین گھنٹے ان کو علیحدہ دیئے گئے یہ بہت بڑی چیز ہے۔ اگر مجھے تاریخ یاد ہے تو نپولین بونا پارٹ کی جو اچھی تربیت یافتہ فوج یا رسالہ تھا جو واٹرلو میں دو منٹ بعد پہنچا ولنگٹن نے اس کو شکست دی۔ کیا تین گھنٹے بہت تھوڑے تھے؟ تین گھنٹے میں تو بہت کچھ ہوتا ہے۔ پھر اس کا تاثر کیا create ہوا۔ بھارت کے علاوہ جو باقی ممالک کے سربراہان تھے ان کے حوصلے ٹوٹ گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ ہماری طرح یہ ایک ممبر آیا ہوا ہے لیکن یہ مہمان خصوصی بنتا ہے اتنی اس کی عزت ہوتی ہے اس کی خواہشات کا اتنا خیال رکھا جاتا ہے کہ کشمیر کے بورڈ راستے سے ہٹائے جاتے ہیں۔ کشمیر کے موسم کے متعلق بات نہیں کی جاتی۔ تو ان کے حوصلے پست ہو گئے، شاید پاکستان سے جو ان کو امیدیں تھیں وہ بہت کمزور ہو گئیں۔ صرف یہ کہنا کہ بھوٹان سے ہم نے معاہدہ کیا اگر میں یہ پوچھوں کہ آپ نے بھوٹان سے کیا بات کی ہے۔ وہ چاروں طرف سے گھرا ہوا ایک ملک ہے۔ آپ اس سے کیا معاہدہ کر سکیں گے جا کر بات کر لو۔ اگر ان کا حوصلہ آپ بڑھا سکیں تو بڑھا لو۔ گواہیاں دے دو۔ ان باتوں سے یہ کام نہیں ہوتا۔ سارک میں آپ نے بہت کمال کر دکھایا سری لنکا میں آپ نے وزیر خارجہ کو بھیجا۔ تسلیم کیجئے کہ آپ وہاں ناکام رہے اپنی شکست کو اپنی ناکامی کو بھی تسلیم کیجئے۔ انہوں نے اگر انخلا شروع کیا ہے جس پر آپ خوش ہوتے ہیں کہ جیسے ہندوستانی فوج باہر جا رہی ہے، انہوں نے انخلا شروع کر دیا ہے۔ یہ آپ کے کمالات نہیں ہیں جناب والا! مجھے بڑی خوشی ہے، آج میرے دوست ملک قاسم بھی تشریف رکھتے ہیں۔ میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ جناب والا! ان کو دیکھ کر اس لیے آتی ہے

اخونزادہ بہرہ ور سعید کبھی ہم بھی اکٹھے تھے۔ جناب والا! ہندوستان کے لیے دل میں کوئی نرم گوشہ پیدا کرنا میری نظر میں پاکستان کے ساتھ غداری ہے۔ میری یہ فوری رائے ہے کہ ہندوستان کے ساتھ کوئی معاہدہ نہ ہو۔ نہ وہ تجارتی ہو نہ کوئی دوسرا یہ کہنا کہ ۸۶ - ۸۷ میں ہمارا کتنا بیلنس تھا۔

جناب چیئرمین: بہرہ ور سعید صاحب اب آپ وائنڈ اپ کرنا شروع کریں ۔ ابھی اور بھی آئٹمز ہیں۔ ان کو بھی لینا ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب میں یہ کہوں گا کہ کسی نے کہا تھا:

نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے
گھٹ کے مر جاؤں یہ مرضی میرے صیاد کی ہے۔

جناب آپ نے تو حکومت کے اخوند کو چالیس منٹ دیئے۔ اپنے اخوند کو کچھ تو ٹائم دیں۔

جناب چیئرمین: اپنے اخوند کو پہلے بھی ایک گھنٹہ دیا تھا اور پھر کوئی چالیس منٹ ہو گئے ہیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب میں آپ کا پرانا اخوند ہوں۔ وہ نیا اخوند ہے ان کو آپ نے چالیس منٹ دیئے ہیں تو مجھے دو سے ضرب دے دیں۔ جناب وہ اخوند نوجوان ہیں میں ذرا بوڑھا ہوں۔ میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ پاکستان اتنا طاقتور ہو کہ آنکھیں نکال کر ٹیبل پر ... جائے اور کہے آؤ بیٹھو۔ استصواب رائے کرتے ہو یا نہیں کرتے۔ اور اس کے لیے کیا چاہیئے۔ میں آپ کے حکم کے مطابق ختم کرنے پر آتا ہوں۔ ایک مضبوط پاکستان اور مضبوط پاکستان تب ہو سکتا ہے جب اس ملک میں مکمل طور پر امن و امان ہو۔ ریشہ دوانیاں ختم ہوں۔ یہ منڈیوں میں ممبروں کو بیچنا اور خریدنا ختم ہو۔ آج اخبار اٹھاؤ تو ایک وزیر بڑھتا ہے۔ فوج برن کی ہوتی ہے اور فوج انگریز کی بڑھتی ہے۔ اسے ختم ہونا چاہیئے۔ سندھ میں امن و امان ہونا چاہیئے۔ سندھ کے امن و امان کا مسئلہ چھوڑ کر پنجاب میں کہتے ہیں کہ پنجاب میں امن و امان نہیں ہے۔ خدا کے واسطے کبھی تو سچ بولو۔ کبھی تو حقیقت پسندی سے کام لو۔

جناب چیئرمین: اس کا اس مسئلے سے کوئی براہ راست تعلق نہیں ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ یہاں پر امن

[Akhunzada Behrawar Saeed]

ہوگا تو پاکستان مضبوط ہوگا اور strong پاکستان کے لیے invincible army چاہیئے ہم سب کچھ یہاں تک کہ اپنے تن کے کپڑے تک قربان کرنے کے لیئے تیار ہیں مگر مضبوط آرمی یا سٹرانگ آرمی ہونی چاہیے اور جناب نیوکلیئر پروگرام کے متعلق ہمیں اب یہ شک کرنا چھوڑ دینا چاہیئے۔ کم ازکم میں محترمہ وزیر اعظم صاحبہ کو ان کے والد بزرگوار کے وہ الفاظ یاد دلاؤں گا ، " ہم گھاس کھائیں گے مگر ایٹم بم بنائیں گے ،، خدا کے واسطے کیک کھاؤ مگر ایٹم بم بناؤ۔ گھاس کھانا چھوڑ دو۔ جناب والا! میری اس بات کا جواب نہیں آیا جو میں نے زندگی کے رسالے میں سرورق پیش کیا تھا کہ " ہمیں حکومت نہ ملتی اگر ہندوستان سندھ کے بارڈر پر اپنی فوج نہ لاتا زرداری " اس کو کہتے ہیں ڈپلومیسی ، کتنے شاندار طریقے سے اس کو ہضم کیا گیا۔

جناب والا! تجویز میری یہ ہے اس سے پہلے بھی پروفیسر صاحب نے اپنی تقریر میں تجاویز پیش کی تھیں میرے لیڈر نے بھی تجویز پیش کی کہ آئیے مل بیٹھ کر اس مسئلے کا حل ڈھونڈتے ہیں اس پالیسی کو تشکیل دیتے ہیں مگر وہ کس کو شریک کرتے ہیں وہ تو صرف " شریک چیئرمین " کو مانتے ہیں اور کسی کو نہیں مانتے۔

جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ ہمیں ایک مضبوط پاکستان چاہیئے وہ تبھی ہو سکتا ہے جب ہمارے ملک کے اندر امن و امان ہو اور یہ امن و امان کون قائم کر سکتا ہے یہ میرا عقیدہ ہے کہ وہ حکومت جس کی رگ رگ اور نس نس میں پاکستانیت بھری ہوئی ہو جو سر سے پاؤں تک پاکستان کے متعلق سوچتی ہو جو اٹھتے بیٹھتے پاکستان کے متعلق سوچتی ہو جو راجیو کو بھائی نہ کہے دشمن تصور کرے اور جب تک ایسی حکومت قائم نہ ہو مضبوط پاکستان ، اور اسلامی بم نہیں بن سکتا اور میری یہ حتمی رائے ہے کہ موجودہ حکومت میں یہ اہلیت نہیں ہے وہ پاکستان کو مضبوط بنانے کی فکرمند نہیں ہے وہ کوئی ایسا کام کرنے کے لیے تیار نہیں ہے جس سے اس کا نیا مربی امریکہ اور ہندوستان ناراض ہو جائے اور جناب والا! اب تو ان کا راجیو بھائی افغانستان کی mediation مانگتا ہے اس سے پائلٹس تو وہاں ہیں ہی اب اس کے انسٹرکٹرز بھی وہاں ہیں ایڈوائزر بھی

وہاں ہیں۔ اور کیا چاہیئے ، جناب والا! یہ ایک ایسا گھناؤنا
کھیل کھیلا جا رہا ہے کہ ہماری دس سال کی جو پالیسی تھی جو ہم نے کوشش کی تھی
کہ ایران افغانستان اور پاکستان geographical unit بن جائیں تاکہ پاکستان کا
تحفظ ہو سکے اس کو توڑنے کی سازش کی جاتی ہے اور اس میں ہماری موجودہ حکومت
برابر کی شریک ہے اس لیے میں یہ عرض کروں گا کہ یہ اس حکومت کے بس
کی بات نہیں ہے یہ چیزیں جو پاکستان کے مفاد میں ہیں جو اس پاکستان کی
بقا کے لیے ضروری ہیں وہ ان کے بس کی بات نہیں ہے اگر بس کی بات ہے بھی
تو جاتے جاتے ایک بات کہوں گا کہ ان حکومتوں کو جواب Democrative Association
بناتی ہیں یا کوئی سرٹیفیکیٹ دیتے ہیں یا سینیٹ میں قرارداد پاس کرتی ہیں ان کو
میں بانگ دہل کہتا ہوں کہ آپ کو ایک خاندان کی دوستی چاہیئے یا پاکستان کی، فرق
کر لو مقروض تو ہم ضرور ہیں، مفلوج بھی ہیں لیکن بے غیرت نہیں ہیں جیسا کہ میرے
دوست نے کہا اگر ایران، روس اور امریکہ کے ساتھ بیک وقت لڑ سکتا ہے تو
پاکستان میں اتنی جرأت ہے کہ وہ بھی امریکہ اور روس کے ساتھ بیک وقت لڑ
سکے اور ہندوستان کے ساتھ بھی، ہم امریکہ کے ممنون اس حد تک ہیں کہ وہ ہمیں
قرض پر قرض دیتا ہے تاکہ ہماری آئندہ نسلیں بھی مقروض رہیں لیکن میں ان سے یہ
کہوں گا کہ ہمیں ایسا سوچنے پر مجبور نہ کرو اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم ہندوستان کی بالادستی
مانیں۔۔ تو میرے قائد نے کہا تھا یہ کبھی نہیں ہوگا اور آخری پاکستانی
سمندر میں کود پڑے گا مگر ہندوستان کی بالادستی قبول نہیں کرے گا۔ شکریہ!

Mr. Chairman: Thanks, Mr. Akhund: briefly would you like to just say a few words?

Mr. Iqbal Akhund: Yes, Sir. Very briefly.

Mr Chairman, my task has been made easy by the fact that neither of the two distinguished members of the Senate who spoke this morning raised any new points. They have gone over the same ground that was covered in the last two days and to which full answers were given by the honourable Minister of State and by myself. I have obviously not carried

[Mr. Iqbal Akhund]

conviction with Mr Akhunzada from the Frontier. He asserts that I have just went round in circles and made everything 'گول مول'. I think that if he reads reports of my statement in the newspapers this morning, representing all elements of opinion, those ~~that~~ sympathize with the Government and those that consistently oppose it and those ~~that~~ take an independent line, he will find that what I said, and two days before that, what Mr Javed Jabbar said has ~~benefits~~ clearly understood and appreciate. The foreign policy of the Government is clearly understood and has been endorsed by these organs of public opinion.

I would like to take up one or two specific points made by Prof. Khurshid Ahmed. He mentioned some statements made by the Prime Minister before she took power. He quotes her saying: "I like the foreign policy of Mr Rajiv Gandhi. It is realistic, independent and non-aligned." Now, I do not know whether she used these words and in what context she spoke,. But if she said that " I like the policy that is realistic that is non alighned and that is independent"; what is wrong with that? If India say she follows a realistic policy should Pakistan say that is would do the opposite? That because India is non-aligned, therefore, Pakistan shall become aligned? That because India follows an independent policy, therefore, we shall follow a independent policy. The fact that she says that a country is following a policy that is admirable in its execution does not mean that we approve of the aims of that country. She certainly did not says that Pakistan understand in the correct context and one should not try to score debating points. Discussion in this august Houe should not be conducted like where debating points are scored for their own sake. Such an approach does not contribute to the level of the debate.

Then, there was a reference to security arrangements made during Mr Rajiv Gandhi's visit and a list in which certain Kashmiris, who might have had, reason to threaten the security of Mr. Rajiv Gandhi, were described as coming from POK. At first, I did not know what the letters mean and I was told they stand for Pakistan Occupied Kashmir (POK This phrase is used by the Indians in he same routine way that we describe Indian Held Kashmir as IHK. A very strong protest was lodged with the Indian Ambassador at the use of these terms and he made the appropriate response.

As far as the nuclear question is concerned, I will refer you Mr Chairman and Mr Akhunzada not simply to my statement here which the distinguished Senator chooses not to believe but to the statement made by our Prime Minister in the joint session of the Senate and the house of Representative in June in the United States. I quote her words:

"We are against non-proliferation but we shall not allow any

discrimination to be practised against Pakistan. We shall not accept any invidious treatment."

The language I used yesterday on this matter was taken from the Prime Minister's own statement to the Congress and I think that ought to satisfy anyone who has not already made up his mind to disbelieve anything the government says.

One the matter of border posts, this is a matter for the ministry of Interior but I can inform you as follows:

"The check-posts are decided by the Pakistan Rangers on our side. It is they who decide, how many check-posts are adequate and if the Rangers felt that they want a given numbers of check-posts in Sindh nd in the Punjab respectively, then they must have reached that conclusion on sufficient grounds".

There is no joint Indo-Pakistan patrolling. For a long time India's. have asked for joint patrolling but the government said quite firmly there was no question whatsoever of Joint patrolling what is being done is coordinated patrolling so that the two sides patrol in consultation with each other. This patrolling has many objectives, many targets in view including drug-runners, gun-runners, criminals and so forth. The agreement on the matter was reached after much discussion and no fears be entertained about this matter"

As for the influence of the Zionist Lobby, Sir, much was said about the characters and belief of Jews and Christians and Muslims and so forth. I am not qualified to enter into theological debate but I would just like to make our point. If this government was under the influence of Zionism, I doubt very much that Mr Yaser Arafat would have paid us two visits in the span of three months. I think Mr. Yaser Arafat is a better judge of the influence of the Zionists than any one else.

Then it was aid that it is a shameful thing to be invited to re-join the Commonwealth. Sir, the Commonwealth today is not subservient to the United Kingdom. Today Britain, and members of British stock are outnumbered by far by countries of Asia and Africa that were formerly colonies. There are altogether 48 members of the Commonwealth. Except for the United Kingdom all of them are former colonies and they are members of the Commonwealth as free, independent and sovereign states; very often when debates take place in the Commonwealth, for instance, on the matter of South Africa, the United Kingdom finds itself in a minority of one. I do not think that there is anything to make us

[Mr. Iqbal Akhund]

ashamed to sit in an organization together without brother countries from Africa and Asia. The government did not decided to enter the Commonwealth without due consideration. The decision was not taken suddenly and is not the result, as was suggested of some devious calculations. For the last fifteen years efforts have been going on for Pakistan to rejoin the Commonwealth. From 1972 to 77 many invitations were sent to the then PPP Governmet to rejoin the Commonwealth. At that time the government considered that it would not be useful to do so. From 1977 to 88 sustained efforts were made by the Government in power to join the Commonwealth. Many emissaries went from that government and even assurances were given of how Pakistan would conduct itself if it was allowed to rejoin the Commonwealth. The position today is that Pakistan is being invited unanimously by all the members of the Commonwealth to rejoin the fold.

Akhunzada Behrawar Saeed: Point of Order. Will the Adviser be kind enough to inform this House as to which country was objecting to the entry of Pakistan into the Commonwealth.

Mr. Chairman: You cannot ask a question on a point of order.

Sorry. Yes Mr. Iqbal Akhund to please continue.

Mr. Iqbal Akhund: Well, Sir, I will nevertheless inform the member that it was India that opposed the entry of Pakistan in the Commonwealth and it no longer does so

(interruptions)

Mr. Iqbal Akhund: Akhunzada Behrawar Saeed Sahib, I am a mere Akhund, I am not Akhunzada.

Mr. Chairman: You do not have to address the honourable member.

You please address the Chair.

Mr. Iqbal Akhund: Yes Sir. Akhunzada Behrawar Saeed referred to plots and conspiracies and the famous tune that was played by a military band on Mr. Gandhi, so on and so forth. He said that Nawa-i-Waqt has written that there is a secret pact. I said yesterday and I repeat it again that there is no secret pact between Pakistan and India there are no conspiracies, there are no plots. Discussions have been held between the Prime Ministers of two neighbouring countries who have many issues to settle, who have much to discuss in order that peaceful relations can be

established between our countries. Unless such relations are established we shall continue to face each other in conflict and that is to the advantage of neither party. It is our policy to normalize relations with India and that shall remain the policy of this government

I thank you very much.

Mr. Chairman: Thank you. That concludes the debate on this motion run on

As far the Resolution part is concerned, Professor Sahib, I would suggest to you that in the light of the discussions that I had with you and Mr. Akhund, this matter concerning resolution be discussed. I think it is a very delicate matter - the question of foreign policy - and we can bring it up in the next session. In the meantime you would like to, I am sure, discuss it with the government also. Let us have a resolution which I would say is truly representative of the sense of the House and also takes into account all the various aspects that need to be taken care of in such a resolution.

Prof. Khurshid Ahmed: I think in response to the suggestion from the Chair my reaction is positive but definitely I reserve my right to present a resolution. If consensus is developed - yes, if not, even then I will place the resolution before the House.

Mr. Chairman: Obviously, nobody can deny the House the right to pass a resolution of any nature.

Prof. Khurshid Ahmed: I am prepared to cooperate with them.

Mr. Chairman: Mr. Iqbal Akhund, do you want to say some thing.

interruptions

جناب چیئرمین: جی وہ آپ کا اپنا معاملہ ہے۔ کوئی formal committee وغیرہ نہیں ہے۔ یہ آپ کا اپنا مسئلہ ہے۔

Mr. Iqbal Akhund: Sir, I am sorry, there was one point that was raised by Prof. Khurshid Ahmed that I did not refer to. I would like to respond to it lest he thinks that the government is avoiding an answer. He asked what had been done between 1972-77 to pursue a discussion of the Kashmir dispute. This information was given by Mr. Javed Jabbar in his statement.

Prof. Khurshid Ahmed: No.

Mr. Chairman: He did mention some thing. It was raised.

انہوں نے کچھ ذکر کیا تھا

Prof. Khurshid Ahmed: He gave figures about the present government from December till not. Not a single instance concerning 1972-77.

جناب چیئرمین: میرے خیال میں ذکر کیا تھا۔

Prof. Khurshid Ahmed: No. No. I am very sure because after that I checked with him and he said that he has asked the Foreign Office to provide those figures. Not a single figure was given.

جناب چیئرمین: بہر حال repeat کردیں

If you have it.

Mr. Iqbal Akhund: I am sorry I do not have the information on me but we will supply it not only for the years 1972-77 but also for the years from 1977 to 87, the number of times the Kashmir issue was discussed, the number of times the President of Pakistan visited Delhi on his own initiative or otherwise, the number of joint communiques in which reference was made to Kashmir and so on. We will certainly make all this information available.

Mr. Chairman: What we will do is we will check up our own record. In the meantime if you can obtain it from the Foreign Office, I am sure, these details are there, we will pass it on to Prof. Khurshid.

Mr. Iqbal Akhund: I would like also to say a word about Iran. A member said that we do not have good relations with Iran. I refer them to this morning's papers.

Prof. Khurshid Ahmed: Who said this? I think nobody said this.

Mr. Chairman: No body said this.

کسی نے نہیں کہا جی۔

Yes, Qazi Abdul Latif Sahib.

قاضی عبداللطیف: جناب چیئرمین! آپ کی وساطت سے میں ایک وضاحت چاہوں گا کہ ہمارے محترم ایڈوائزر صاحب نے فرمایا ہے کہ کوئی خفیہ معاہدہ نہیں ہوا ہمیں یقین ہے وہ معاہدہ نہیں ہوا ہوگا لیکن کیا وہ یہ وضاحت فرماسکیں گے کہ ان

کی علیحدگی میں ملاقاتیں ہوئی ہیں ان ملاقاتوں کے سلسلے میں اس ایوان کو اعتماد میں لیا جا سکے گا یا ان کو وہ معلومات فراہم کی جا سکیں گی؟

جناب چیئرمین: یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں بنتا۔

You (referring to Mr. Iqbal Akhund) are not bound to respond to it unless you want to.

قاضی عبداللطیف: پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے میں وضاحت کے لیے کھڑا ہوا ہوں۔

جناب چیئرمین: یہ ان پر منحصر ہے۔

Mr. Iqbal Akhund: Sir all information concerning foreign affairs that is relevant to the responsibility of this House will certainly be placed before the House.

Mr. Chairman: Thank you. Now, what is the next item you would like to take. Iwould like to take the sense of the House on this. We have, of course, the formal business of introduction of certain Bills. Then we have certain motions. Then we have a motion under Rule 58 at item 17. Muhammad Ali Khan Sahib could yoiu please suggest how we should proceed in this.

Mr. Muhammad Ali Khan: This legislative business would not take much time. There are two Bills one from Nawabzada Jehangir Shah Jogezai and another from Mr. Alam Ali Laleka.

Prof. Khurshid Ahmed: And then we come to the last item.

Mr. Chairman: Is it the sense of the House that we take up the last item and not the other motions etc.

(Pause)

Mr. Chairman:O.K. Nawabzada Jehangir Shah Jogezai, item No. 7.

The Constitution (Amendment) Bill, 1988 -- introduced.

Nawabzada Jehangir Shah Jogezai:I beg to move to seek leave to introduce the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan (The Constitution (Amendment) Bill 1988).

Sir, this pertains to the fact that the Baluchistan Assembly was

[Nawabzada Jehangir Shah Jogezai]

dissolved and on that I proposed amendment to remove the ambiguity under Article 112. After that the High Court also gave a decision on this. So, it was necessary that the correction in the Constitution should be made. If the House agrees I just move that under Rule 86 of the Rules of Procedure without referring it to the Committee, it may be taken as received back from the Committee, and taken clause by clause.

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر صاحب! اس میں پروسیجر تو آپ نے دیکھ لیا ہوگا۔۔۔۔۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جی قاعدہ 83 میں نے دیکھا ہے اس میں چند باتیں ہیں جو میں بتلانا چاہتا ہوں۔ جناب والا! جو انہوں نے دستوری ترمیم کا یہ بل پیش کیا ہے جو آرٹیکل 112 سے متعلق ہے اس خدشے کے تحت جو گذشتہ ایک دفعہ بلوچستان صوبائی اسمبلی کے dissolve کرنے کے ضمن میں پیش آیا اس خدشے کو دور کرنے کے لیئے جوگیزئی صاحب یہ بل لائے۔ بات بھی معقول لگتی ہے اور بل بھی ایسے لگتا ہے کہ کر لیا جائے تاکہ مستقبل میں ایسا کسی قسم کا حادثہ دوبارہ نہ ہو۔ اگر یہ آئین کا مطالعہ کرتے تو انہیں یہ بل لانے کی بالکل ضرورت نہیں تھی یہ چیز already آئین میں موجود ہے اور صورتحال یہ ہے کہ اگر آپ آرٹیکل 130 ملاحظہ فرمائیں تو اس میں باقاعدہ 2-A کلاز ہے جو آٹھویں ترمیمی بل کے ضمن میں لائی گئی تھی اور ایکٹ میں دی گئی ہے اور یہاں پر re-incorporate ہوئی ہے بنیادی طور پر یہ فلسفہ جس کے تحت یہ بل لایا گیا ہے خود بخود اس میں موجود ہے۔ میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اب 20 مارچ 1988 کے بعد کوئی بھی اگر چیف منسٹر کسی صوبے میں بنے گا تو اس کے لیئے واضح طور پر وہ شق موجود ہے۔ کہ اسے اس الیکشن سے گزرنا پڑے گا۔ اگر وہ آرٹیکل 256 کا مطالعہ فرماتے تو اسمیں پہلے other than those of the Prime Minister or a Chief Minister کے الفاظ اسی فلسفے کے تحت حذف کیے گئے کہ 20 مارچ 88ء کو جو وزرائے اعلیٰ اقتدار میں ہوں گے انہیں الیکشن سے نہیں گزرنا پڑے گا اس میں [illegible] وہ continue کریں گے یہ process جو ہے اس میں interruption پیدا نہ ہو لیکن یہ بات بالکل من وعن موجود ہے کہ جب یہ set up تبدیل ہوگا دوبارہ

جنرل الیکشن ہو گئے۔ جسے بھی چیف منسٹر بنا ہو گا اسے باقاعدہ طور پر آرٹیکل ۱۳۰ (۲-اے) کے تحت الیکشن سے گزرنا پڑے گا۔ اور وہاں vote of confidence کا سلسلہ ہی ختم ہو جائے گا۔ گورنر اسے invite کرے گا جس کی اکثریت ہو گی وہ وزیر اعلیٰ بن جائے گا۔ جناب والا! اس میں یہ special provision موجود ہے اب میں آپ کے نوٹس میں یہ لانا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ controversy اکثر اٹھ کھڑی ہوتی ہے اس صورتحال سے نپٹنے کے لئے باقاعدہ provision موجود ہے آئندہ جب بھی چیف منسٹرز بنیں گے وہ اس کی رو سے پہلے ہی سیشن میں منتخب ہوں گے اس میں vote of confidence کی provision ہی نہیں ہے۔

اب دوسری صورت حال سے بھی نپٹنے کے لئے اسی ایکٹ کے ذریعے باقاعدہ ایک ترمیم لائی گئی تھی کہ کوئی چیف منسٹر ہو یا پرائم منسٹر ہو اگر اس کے خلاف vote of no confidence کی موشن سیکرٹریٹ میں جا کر کسی کے حوالے کر دی جائے اگرچہ دفتری اوقات ختم ہو گئے ہوں یا دفتر بند ہو چکا ہو even چوکیدار کو بھی دے دی جائے تو اس کے بعد چیف منسٹر کی یا پرائم منسٹر کا اسمبلی کو dissolve کرانے کا اختیار سلب ہو جائے گا اس طرح سے تمام یہ چیزیں موجود ہیں جوگیزئی صاحب نے ان کا مطالعہ نہیں کیا ہے یہ آئین سے متصادم ہے۔ اس لیے اس کے لئے ایک لفظ میں یہ کہوں گا کہ یہ موجود بل جو لایا جا رہا ہے یہ redundant ہے۔ اس کی قطعاً ضرورت نہیں ہے مجھ سے ایک پریس رپورٹر نے آپ کے کھانے میں پوچھا کہ حاجی سیف اللہ صاحب نے جو ایک بیان دیا ہے کہ 20/ مارچ ۱۹۹۰ کو وزیر اعظم کا انتخاب ہو گا یعنی اسے دوبارہ منتخب ہونا پڑے گا۔ میں نے کہا اس نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔ اب موجودہ چاروں صوبائی وزرائے اعلیٰ کے بارے میں پوچھا تو میں نے کہا نہیں اس دستوری صورتحال سے نپٹنا تھا لیکن وہ نہیں نپٹے اس لئے غیر دستوری ہے باقاعدہ وثوق سے میں نے یہ اخبار میں کہا اس لئے کہ ہمارے دستور میں صورتحال پہلے سے مختلف ہے۔ اب الیکشن کی بات ہے.....

جناب چیئرمین: صرف وضاحت کے لئے کہ جتنے بھی وزرائے اعلیٰ ہیں انہیں باقاعدہ میرے خیال سے اسمبلی کے سیشن میں ascertain کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: نہیں جناب! الیکشن سیکرٹ بیلٹ پیپر سے نہیں ہوا۔۔۔۔

جناب چیئرمین: نہیں یہ تو علیحدہ بات ہے سیکرٹ بیلٹ کا تو مسئلہ ہی اور ہے۔ اور وہ تو الیکشن کے لئے ہے۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: نہیں دیکھیں ناں وہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے یعنی پہلی چیز تو یہ ہے کہ کیا ascertainment ہوئی ہے چاروں صوبوں میں ascertainment ہوئی ہے۔ دوسرا سوال ہے کہ کیا ascertainment کے لئے آرٹیکل 226 لاگو ہوتا ہے اس بحث ہو سکتی ہے میرا ذاتی خیال ہے کہ election میں فرق ہے اور اسی لئے آرٹیکل 226 میں لکھا ہوا ہے کہ "All elections..." یہ الیکشن نہیں ہے Ascertainment is not election

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! اگر پوچھنا چاہیں تو اس کمیٹی کا میں بھی رکن تھا۔۔۔

جناب چیئرمین: بہرحال یہ ایک علیحدہ بحث ہے یہ یہاں پر لاگو نہیں ہے۔۔۔۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: گورکھ دھندے میں نہ جائیں اسے اس کے perspective میں دیکھیں۔ even جونیجو صاحب سے جا کر پوچھیں۔۔۔۔

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: اگر پرائم منسٹر کے لئے پوچھنا چاہتے ہیں تو صحیح بات یہ ہے کہ اس پوزیشن سے

Absolutely it was meant to restore the election of the Prime

Minister and the Chief Ministers respectively and it is meant for that. No other method is deduceable and the reason behind it, is to ascertain the majority of the persons under Article 226. That is the only way concerning the elections.

(*Interruption*)

Mr.Chairman: I said that it is not relevant now.

Dr.Sher Afgan Khan Niazi: This is quite relevant, Sir.

جناب چیئرمین: اس پر بعد میں بحث کریں گے۔

So, you contention is that this Bill is not necessary.

تو جہانگیر شاہ جوگیزئی صاحب اس کا آپ نے کیا کرنا ہے آپ نے آپس میں صلاح مشورہ کر لیا ہے البتہ اس کا ایک طریقہ کار یہ ہے۔

That this is not to be deba The Minister has opposed it. I will have to put the matter to vote as to whether you want to grant leave or not, and if leave is granted then I think it goes to the Standing Committee. But I think these matters should be properly discussed amongst the Members before they are brought into the House.

آپ نے یہ بات بھی سن لی ہے اور وزیر صاحب کا ایک اپنا نقطہ نظر ہے۔ appropriate تو یہی ہو گا کہ you take a decision آپ پہلے آپس میں مشورہ کر لیں۔

I have to just put it to vote. No debate allowed at this stage on this particular motion.

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: اس میں ڈاکٹر صاحب نے جو reference دیئے ہیں۔ That is regarding something else

جناب چیئرمین: نہیں میرا مطلب یہ ہے کہ اس وقت discussion نہیں ہوتی۔ آپس میں آپ کو پتہ ہونا چاہیئے کہ یہ implications ہیں کیا آپ نے آپس میں مشورہ کر لیا ہے یا ابھی نہیں کیا یعنی Because these are technical matters بہت سارے لوگ نہیں سمجھیں گے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا اب میری بھی ایک گزارش ہے۔

یہ باہمی صلاح مشورہ کرلیں اس کا مطالعہ فرمالیں۔

جناب چیئرمین: میں بھی کہہ رہا ہوں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: میں کورم پوائنٹ آؤٹ نہیں کرنا چاہتا۔ ہاؤس کے بہت سارے ممبرز ہیں۔ اس لیے یہ باہمی طور پر ، ابھی نہ لائیں۔ اگر یہ مناسب سمجھتے ہیں تو ضرور لائیں۔ بلکہ ایک اور بل لا رہے ہیں دونوں اکٹھے لے آئیں۔ دوسری بات ہے کہ اگر یہ بل لانے کے قابل ہو تو لائیں اور باہمی اتفاق سے مشورے سے اور صحیح خطوط پر لائیں۔

Nawabzada Jahangir Shah Jogezai: It may be deferred for the next session, in the meantime we will discuss among ourselves.

جناب چیئرمین: کیا فرما رہے ہیں؟

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: میں نے عرض کیا کہ اس کو فی الحال ڈیفر کر دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: اچھا جی۔ تو اس میں یہ ہے کہ آپ آپس میں مشورہ کرلیں۔ آپس میں ڈسکشن ہو جائے تو ہر ایک کو پتہ چل جاتا ہے کہ کیا اس کے pros and cons ہیں لیکن چونکہ ڈسکشن نہیں ہوئی ہوتی تو مناسب یہ ہوگا کہ اس کو پہلے آپ اچھی طرح دیکھ لیں کیونکہ constitutional amendment کی بات ہے تو اس کو ہر پہلو سے دیکھ لیا جائے تو پھر آپ مناسب سمجھیں تو لے آئیں

I will put it directly to the vote of the House and then of course according to the procedure it, goes to the Standing Committee.

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: آپ کو یاد ہوگا جس وقت پہلے میں نے move کیا تھا تو منسٹر آف جسٹس نے کہا تھا کہ

We do not want to take it piece-meal, we want to take it as a whole.

جناب چیئرمین: وہ ان کا نقطہ نظر ہوگا یہ تو آپ کا حق ہے کہ آپ کوئی بھی بل move کر سکتے ہیں۔

It is your right. All I am saying is because it is a constitutional matter.

اچھا ہے کہ آپ سب حضرات مشورہ کرلیں۔

So, when you bring it I can not allow a debate on this. I will have to put it to vote immediately.

منسٹر صاحب کی بات سن کر

After that put it to the vote. So, before, I do that I would like the honourable members to be very clear as to the implications of this, so that we know exactly where we are going.

Nawabzada Jahangir Shah Jogezai: .K. Sir. Thank you.

Mr Chairman: Net item No.5. Mr Alam Ali Laleka.
The Cutting of Trees (prohibition) Amendment) Bill, 1989 -- introduced.

Mr. Alam Ali Laleka: I beg leave of the House to introduce the Bill to amend the Cutting of Trees (Prohibition) Act, 1975 (LXXIV of 1975) [The Cutting of Trees (Prohibition) (Amendment) Bill, 1989]

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: I oppose it.

Mr.Chairman: It is opposed.

جناب چیئرمین: ذرا briefly بتا دیں کہ اس کا کیا مقصد ہے اور آپ کیا تبدیلی لانا چاہ رہے ہیں۔

میاں عالم علی لالیکا: جناب والا! بارڈر بیلٹ میں رہنے والے لوگوں کی افادیت کیلیے میں نے یہ بل پیش کرنے کی جسارت کی ہے۔ بارڈر بیلٹ زیرو لائن سے مملکت خداداد پاکستان کی طرف پانچ میل کا علاقہ بارڈر بیلٹ کہلاتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ڈیفنس کی ضروریات کے پیش نظر ان کو اشجار کی ضرورت ہوتی ہے اس پانچ میل کے ایریا میں ایسے اشجار کی ایسی پناہ گاہوں کی جن کو بوقت ضرورت وہ استعمال کر سکیں۔ لیکن اس بل کی روح کے منافی رینجرز اس کو اس طرح استعمال کرتے ہیں کہ انہوں نے بارڈر بیلٹ میں رہنے والے لوگوں کی زندگی کو اجیرن بنا دیا ہے۔ جہاں رینجرز کی معاونت شامل ہو وہاں کسی بھی ضابطہ و قانون کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا جاتا

[Mian Alam Ali Laleka]

اور جہاں ان کی ناراضگی ہو تو ایک مسواک کاٹنے پر بھی بارڈر بیلٹ پر رہنے والے لوگوں کی تضحیک و تذلیل کی جاتی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت قانون یہ ہے کہ سوائے رینجرز کی منظوری کے بارڈر بیلٹ پر کوئی درخت نہیں کاٹ سکتا۔

میاں عالم علی لالیکا: سوائے جنرل ہیڈ کوارٹر کی منظوری کے کوئی آدمی کوئی درخت نہیں کاٹ سکتا۔ بڑا لمبا پروسیجر ہے

جناب چیئرمین: تو آپ کے بل کا مقصد کیا ہے؟

میاں عالم علی لالیکا: میں یہ کہتا ہوں کہ فوج والے، یا بارڈر والے اور رینجرز والے یہی ریکوائرمنٹ کے اشجار پر اس گاؤں کے معززین کی موجودگی میں نشانات لگا دیں اور ان سے دستخط کروالیں اور ان کے علاوہ درخت کاٹنے پر کوئی پابندی نہیں ہونی چاہیئے۔ اور اب موجودہ صورت میں بارڈر بیلٹ کاٹنے کی سزا تین سال ہے جبکہ میں نے اپنے بل میں تجویز کیا ہے کہ نشان زدہ اسجار کو کاٹنے کی سزا ضبطی جائیداد اور عمر قید میں ہونی چاہیئے اور اور اس کو غداری کے مترادف قرار دیا جانا چاہیئے۔ لیکن لوگوں میں پریشانی اور یہ خوف و ہراس پیدا نہ کیا جائے۔ میرا سارا علاقہ پاکستان بارڈر بیلٹ ہے اور وہاں رہنے والوں کو بڑی زبردست دشواری ہو رہی ہے۔ وہ اس میں گھبراہٹ محسوس کرتے ہیں۔ نہ تو وہ درخت لگاتے ہیں۔ ایک درخت اگر گر جاتا ہے تو آدھا آدھا ایکڑ زمین، چار چار کنال زمین بیکار پڑی رہتی ہے۔ بارڈر والوں کی رضامندی کے بغیر وہ اس کو اٹھا نہیں سکتے ہیں اور جہاں بارڈر والے رضامند ہوں تو خواہ کیسے بھی درخت ہوں، کیسے بھی ذخیرے ہوں کسی بھی قانون کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا جاتا اور کاٹ لیے جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔ جی جناب ڈاکٹر صاحب۔ اس پر آپ کیا فرمائیں گے؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب چیئرمین! دو باتیں ہوئی ہیں ان میں۔ ایک بات کی انہوں نے خود وضاحت کر دی ہے کہ ایک درخت کاٹنے کی سزا اگر سزائے موت ہو جائے اور وہ بھی غداری کے لیبل کے تحت تو آپ سمجھتے ہیں کہ اس کی

application اور implication کیا ہوں گی کہ کوئی بھی درخت کاٹ سکتا ہے اور یہ فعل کسی کے نام لگا سکتا ہے۔ دوسری جو بنیادی بات ہے وہ خود بھی تسلیم کریں گے کہ اس میں کوئی قباحت نہ ہوتی کہ اس میں representative element کو introduce کر دیا جاتا اس set-up میں جو فیصلہ کرتے ہیں کہ درخت کاٹنا چاہیئے یا نہیں کاٹنا چاہیئے۔ اس کی بہت ساری قسمیں ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ ایک sensitive matter ہے اور دفاع سے متعلق ہے۔ صورت حال یہ ہے کہ اگر فوجی کمانڈرز جہاں اپنے طور پر دفاعی مورچے بنانا چاہتے ہیں shelters بنانا چاہتے ہیں یا آرمی کے جو columns ہیں۔ وہ move کرنا چاہتے ہیں یا کسی صورت حال سے نبٹنے کے لیے وہ اپنے آپ کو camouflage کرنا چاہتے ہیں تو اس قانون کے لانے سے ان سب کے افشا ہو جانے کا خطرہ ہے اس میں ہماری security jeopardize ہو جائے گی۔

تیسری بات یہ ہے کہ اگر اس طریقہ کار کے برعکس ان درختوں کو کاٹنے کی اجازت دے دی جائے جو یہ کہتے ہیں کہ بہت strategically اہم ہیں تو وہاں سے سارے درخت غائب کر دیئے جائیں گے اور ہمارے بارڈر ننگے ہو جائیں گے ہم forces کو in or out نہیں کر سکیں گے اور اس وقت کے تقاضے کے تحت combat کرنے کی طاقت ہماری ضائع ہو جائے گی۔ اسی لیے تو یہ تمام تر طاقت basically Formation Commander کے پاس رکھی گئی ہے آپ جانتے ہیں کہ انڈیا کے ساتھ ہمارے جو تعلقات ہیں۔ تین جنگیں ہو چکی ہیں اور ہمیں اب بھی محتاط ہونا چاہیئے حالانکہ یہ ایوان دو دن سے متواتر یہی کہہ رہا ہے کہ انڈین کیسے ہیں کیا ہیں۔ ان کے اپنے حالات کیسے ہیں۔ یہ تو اس ضمن میں قرارداد بھی لانا چاہتے ہیں۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ سمجھتے ہیں کہ ملکی سالمیت، اس کا دفاع زیادہ ضروری ہے یا ایک نمائندہ کا اس representative forum میں یہ بل داخل کرنا ضروری ہے اگر آپ یہ مناسب سمجھتے ہیں تو آپ یقیناً اس کو لائیے اگر یہ اس کے لیئے سودمند ہو، میں اس سے اتفاق نہیں کرتا کہ ہر چھوٹی چھوٹی بات پر ہم اپنے شہریوں کو

[Dr. Sher Afgan Khan Niazi]

غدار قرار دیتے جائیں۔ جیساکہ ہمیں عادت پڑ چکی ہے کہ کوئی اختلاف رکھے تو اسے غدار کہہ دیتے ہیں۔ اگر کوئی لیڈر کھتا ہے تو بھی اسے غدار قرار دے دیتے ہیں پھر اسے اپنا ساتھی بھی بنا لیتے ہیں۔ تو کب تک ہم ان روشوں پہ چلتے رہیں گے۔ اپنے قوانین میں ایسی صورت حال کے پیش نظر اگر سزا میں کچھ اضافہ کرنا تھا تو تین سال سے پانچ سال ہو سکتا تھا۔ یہ تجویز کیا جاتا۔ تین سال سے یکمشت غداری اور سزائے موت۔ یہ کون سا قانون ہے۔ اس میں کون سی سپرٹ ہو گی۔ میں معزز رکن سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ خدارا ایسے قوانین کو بدلنے کی کوشش نہ کیجئے اگر کچھ کرنا آپ مناسب سمجھتے ہیں تو اپنے ساتھیوں سے مشورہ کریں اپنی کمیٹی بنوائیں جو مناسب ترمیم وہاں کے علاقے کی ضرورت کے مطابق ہو وہ اگر یہ لانا چاہیں تو بخوشی لائیں۔ یہ ہمارے لیے بھی سود مند ہوگا قوم کے لیے بھی سود مند ہوگا دفاع میں بھی خلل نہیں پڑے گا۔ اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو اس طریقے کے مطابق لائیں۔

جناب چیئرمین: کیوں جی آپ ان کی تجویز پر غور کرنے کے لئے تیار ہیں؟

میاں عالم علی لالیکا: جناب والا! میں نے اس پر بڑا غور کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کچھ میری معروضات کو بڑھا چڑھا کر اپنے روایتی انداز میں بیان کیا ہے۔ کہیں اپنی ضرورت کے مطابق اس کی اہمیت کو گھٹا دیا ہے کہیں اپنی ضرورت کے مطابق اس کی اہمیت کو بڑھا دیا ہے میں نے یہ کہیں بھی عرض نہیں کیا ہے کہ سزائے موت ہو۔ اب موجودہ قانون یہ ہے کہ بارڈر بیلٹ کے پانچ میل کے ایریا میں کوئی باشندہ کوئی درخت نہیں کاٹ سکتا۔ ماسوائے چار صفحوں پر مشتمل ضابطہ کار کے تحت۔ کسی آدمی کو کوئی بھی درخت کاٹنے کے لیے ان چاروں صفحات پر مشتمل ایک ضابطہ کار میں سے گزرنا پڑتا ہے اور میں اس سے بھی انحراف نہیں کرتا ہوں میں تو یہ کہتا ہوں کہ اس قانون کو غلط استعمال کیا جاتا ہے اس طرح بارڈر بیلٹ کے رہنے والے لوگ درخت لگانے کے لیئے تیار نہیں ہوتے دفاعی تقاضوں کا بھی مجھے

احساس ہے۔ میری صرف اتنی گزارش ہے کہ قانون یہ ہے کہ بارڈر بیلٹ کا باشندہ کوئی درخت نہیں کاٹ سکتا ہے۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ صرف نشانزدہ درخت کاٹنے پر پابندی ہونی چاہیئے۔ اس کو رینجرز کریں، فوج کرے، کمیٹی کرے کچھ درختوں پر نشان لگا دیئے جائیں جن کی حکومت کو ضرورت ہو اور اس کے علاوہ یہ پابندی نہیں ہونی چاہیئے جہاں تک سزا کا سوال ہے میں نے موت کی سزا کا تصور بھی نہیں کیا ہے میرے دوست فاضل ڈاکٹر صاحب نے بگڑتے ہوئے تعلقات کا بڑا اظہار فرمایا ہے تو میں حیران ہوں کہ کہیں تو ان کو بھائی بھائی کہتے ہیں کہیں پر ان کو ایک کہتے ہیں اور جب یہ سوال آ جاتا ہے تو ان سے اختلافات اس حد تک بڑھا کر بیان فرماتے ہیں کہ گویا ہمیں ان سے ہر وقت خطرہ ہے ہمارے بارڈر ننگے ہو جائیں گے اور ہماری فوجی موومنٹ ختم ہو جائے گی تو میں اس پر اصرار کرتا ہوں اور یہ بل جائز ہے۔۔۔

جناب محمود احمد منٹو : یہ ابھی ظاہر نہیں ہے کہ جن درختوں کا یہ ذکر کر رہے ہیں وہ کس کی زمین میں ہیں، پرائیویٹ لینڈ میں ۔۔۔۔۔۔

میاں عالم علی لالیکا : جو پرائیویٹ لینڈ میں پرائیویٹ درخت ہیں، لوگوں کے اپنے لگائے ہوئے درخت ہیں ان کی اپنی ضروریات کے لیے ہیں۔

جناب محمود احمد منٹو : اس کا تو پہلے مطالعہ کرنا چاہیئے۔

میاں عالم علی لالیکا : جناب ان کو ایندھن کے لیے ضرورت ہوتی ہے ان کو سہاگے کے لیے ضرورت پڑتی ہے۔ ان کو مکانات کے لیے ضرورت پڑتی ہے یہ ضروریات وہ کہاں سے پوری کریں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : میں یہ عرض کر دوں کہ یہ zero mile سے five miles تک demarcated area ہے باقاعدہ الاٹمنٹ کسی اصول پہ ہوئی ہے اگر یہ اجازت دے دی جائے کہ تمام اگنے والے بڑھنے والے درخت جو ابھی تک marked نہیں ہیں ان تمام درختوں کو کاٹنے کی اجازت ہے وہ خود کاٹ کر لے جائیں تو آپ سمجھتے ہیں کہ جب

[Dr. Sher Afgan Khan Niazi]

The need arrives, the requirement is to be met in a different way.

ہو سکتا ہے کہ وہیں پر مورچے کھودنے پڑیں، وہیں پر کمانیں بنانی پڑیں، چوکیاں بنانی پڑیں۔ اوپی پوسٹیں لگانی پڑیں آپ زیادہ اچھی طرح سمجھتے ہیں۔۔۔۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب۔ دیکھئے کہ یہ سارے پہلو تو سٹینڈنگ کمیٹی میں بھی ایگزامن ہو سکتے ہیں میرے سامنے دراصل ایک اور دقت ہے وہ یہ ہے کہ

I would like that when you bring in such legislation the members should be taken into confidence before hand.

تاکہ جب تک آپ ہاؤس میں کوئی چیز لائیں تو کم از کم یہ نہ ہو کہ بیشتر کو پتہ ہی نہ ہو کہ کیا ہو رہا ہے یعنی اس وقت مجھے یہ احساس ہو رہا ہے کہ بیشتر ممبران کو پتہ ہی نہیں کہ اصل قانون کیا ہے اور اس کی implications کیا ہیں جو change آپ لانا چاہ رہے ہیں وہ کیا ہے

It will be better if in bringing legislation you kindly get the Members involved in this so that every body knows what are we doing?

Mian Alam Ali Laleka: Mr Chairman, thank you very much . I did take the Leader of the Opposition into confidence.

جناب چیئرمین: اس وقت میرے سامنے دقت یہ ہے کہ:

I would also like to be advised on this by the honourable members that nobody has raised the question of quorum but would it be not advisable that on matters like this we should have a better attendance before we put this matter? (INTERRUPTIONS)

Mr. Chairman: There is a government nove also and, may be, the honourable Minister for Parliamentary Affairs can inform the honourable Member as to what the government legislation, for intended legislation in this matter is?

کیونکہ یہ مسئلہ مجھے پتہ ہے بہت عرصہ پہلے آیا تھا یہ تکلیف سامنے آئی تھی اور اس پر حکومت کی جانب سے کوئی move آئی تھی لیکن اس کی تفصیلات کا مجھے پتہ نہیں ہے کہ وہ کس حد تک آگے بڑھا ہے رک گیا ہے یا حکومت کی طرف سے کوئی چیز لائی جائیگی آپ یہ مشورہ بعد میں پارلیمانی امور کے ساتھ کر لیں ہو سکتا ہے یہ ہو۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: اس ضمن میں جیساکہ آپ نے point out کر ہی دیا ہے

The thing is under consideration.

اور میں بتلا سکتا ہوں۔۔۔۔

جناب چیئرمین: میں کہہ رہا ہوں کہ آپ دیکھ لیں ہو سکتا ہے کہ ان کی جو تکلیف ہے یعنی ان کے جو مسائل ہیں وہ حل ہوں۔ نہیں تو ان کے مشورے سے قانون میں تبدیلی بھی آ سکتی ہے

میاں عالم علی لالیکا: جناب والا! نقطہ وضاحت، یہ مسئلہ حکومت کے حلقوں سے اس طرح آیا تھا اور سرکاری بنچوں کو اگر ناگوار نہ گزرے مرحوم جنرل ضیاء الحق شہید کی خدمت میں میں نے میاں یاسین خان وٹو کے صاحبزادے کی شادی پر جو بارڈر بیلٹ کے علاقے میں ہوئی تھی وہاں جنرل صاحب تشریف لے گئے تھے، یہ مسئلہ پیش کیا تھا اور پھر اس بارڈر بیلٹ کے مکینوں نے میرے ساتھ ہم آواز ہو کر جنرل صاحب کی خدمت میں یہ چیز پیش کی تھی وہاں انہوں نے میری اس تجویز سے اتفاق کیا تھا اور مجھ سے اس کا alternative پوچھا تھا میں نے یہی عرض کیا تھا کہ بارڈر بیلٹ پر پرائیویٹ لینڈ پر آنے والے درختوں کی نشاندگی کا کوئی بھی طریقہ اپنایا جا سکتا ہے اور ان کو نشان لگا کر ان کو محفوظ کیا جا سکتا ہے اور بارڈر بیلٹ پر رہنے والے لوگوں کو اپنے اعتماد میں لیا جا سکتا ہے وہ بھی پاکستانی ہیں وہ بھی محب وطن ہیں انہوں نے مہربانی فرماتے ہوئے زبانی طور پر اس سے اتفاق فرما لیا تھا اگر آپ مناسب خیال فرمائیں تو اس کو ڈیفر فرما دیں

Obviously, I am always guided by the House.

جناب چیئرمین: تو ٹھیک ہے، میں چاہوں گا کہ

ڈاکٹر محبوب الرحمان: جناب چیئرمین۔۔۔۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب ہم اس کو ڈیفر کر رہے ہیں

Mr. Chairman:

So, we are not taking it up. For further guidance, as I said that I am always to be guided by the House and I will go by whatever the instructions, direction and the guidance is, but my own request would be that in important matters specially when we are bringing in legislation because legislation is a very very very important matter, after it comes into the House, again, there are procedures to be followed and it will be discussed. It goes to the Standing Committee where all these pros and cons are discussed but to reduce the canvas and bring it in a crystalized form it would be better if before these matters are brought you, at least, among yourselves are clear as to what is the original law, what are the changes you want to bring in so that everybody is aware of what is happening and then we can have a proper voting in the House and the matter is taken consciously to any Standing Committee.

Mr. Shad Muhammad Khan on a point of order.

جناب شاد محمد خان : جناب والا! یہ ایک نیا طریق کار آج سے بن رہا ہے چاہیئے یہ تھا کہ اس بل کے ساتھ ہمیں کاپیاں سرکولیٹ کی جائیں ہم تیار ہو کر آتے یہ نیا سکول آپ کھول رہے ہیں۔

جناب چیئرمین : نہیں نہیں یہ تو ہے اس وقت آپ کے سامنے، کاپی بھی ہے اور ....

جناب شاد محمود خان، ہمیں بل نہیں ملا جی یہ ایجنڈا ملا ہے کاپی ہوتی تو یہ تکلیف نہ ہوتی۔

جناب چیئرمین : میرے سامنے موجود ہے یہ آپ کو بھی ملی ہے۔

جناب شاد محمد خان : نہیں ملی جی۔

جناب چیئرمین : آپ اوریجنل بل کا کہہ رہے ہیں۔

جناب شاد محمد خان : جی ہاں اوریجنل کا اور اس کے بعد جناب والا! یہ ہے کہ آئندہ کے لیے یہ قدغن ہی لگا دیں کہ کوئی بل بھی جو یہ لوگ introduce کرتے ہیں وہ اپنی پارٹی میں ڈسکس کر کے لایا کریں۔

جناب چیئرمین ، یہ پابندی میں تو نہیں لگا سکتا۔

This is between you.

Mr.Shad Muhammad Khan: Let them discuss it.

Mr. Chairman: You see, as far as I am concerned once the matter is before me I have to follow the procedure and rules laid down in the Rules of Procedure.

لیکن آپ کا یہ کہنا صحیح ہے کہ جب بل ہاؤس میں آئے تو آپ کے پاس کاپی بھی ہونی چاہیئے not only copy آپ کے پاس objects and reasons بھی ہونے چاہئیں

لیکن میرے سامنے جو کاپی ہے اس کے مطابق آپ کو یہ ملنی چاہیئے تھی۔

You should have got this. This is the requirement of the rules.

Mian Alam Ali Laleka: It is mandatory under Rules 83 which says:

"(1) Motions for leave to introduce Private Members' Bills shall be set down in the Orders of the Day for a day meant for Private Members' business and copies of the Bill shall be circulated alongwith the Orders of the Day".

It is a mandatory requirement.

جناب چیئرمین: یہ تو ضروری ہے

میاں عالم علی لالیکا: اس کے علاوہ جناب چیئرمین! آپ کی ایڈوائس کا میں ممنون ہوں لیکن مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی کہ کس موقع پر ہم آپس میں باہم دیگر مشاورت کر سکیں اگر میں چاہوں کہ اس بل پر میں اپنے دوستوں کو اعتماد میں لے لوں تو مجھے یہ سمجھ نہیں آتا ہے کہ کونسا ایسا موقع ہوگا جب میں سارے ممبران کی خدمت میں فرداً فرداً حاضر ہونے کی کوشش کروں اگر میں کروں بھی تو اس کے لیے کم از کم مجھے ۱۰، ۱۲ دن درکار ہیں میرے فاضل ممبران کی مصروفیات کے پیش نظر۔

جناب چیئرمین: تو اس وقت میرے خیال میں اس بل کو ڈیفر کیا جاتا ہے اس کو آئندہ سیشن میں لے لیں گے لیکن Please take note کہ یہ جو 83 Rule requirement

This is very strictly complied with and I would also say that the original text, not the whole Bill but at least the main section in which an amendment is being introduced sho also: provided to the members so that they exactly know what the change is.

Secondly, although I notice that in this Bill about cutting of trees.

آپ نے بڑی وضاحت سے بتایا ہوا ہے کہ آپ کا مقصد کیا ہے لیکن اس ..

Mr. Chairman:

میں زیادہ وضاحت سے نہیں بتایا گیا کہ تبدیلی کیا کرنی ہے تو وہ بھی ذرا زیادہ وضاحت سے آجائے تاکہ ممبران کو پتہ ہو کہ کیا تبدیلی لائی جا رہی ہے۔

So, this matter is deferred. Next item we will now take up is the motion under Rule 58 for discussion on the following matter of public importance arising out of the answer to Starred Question No.110 replied on 25th July, 1989:-

"On the procedure evolved and followed by the Placement Bureau on the applications of persons seeking appointments in the Federal and Provincial Governments"

Discussion on a motion under Rule 58 Re: placement Bureau

<u>پروفیسر خورشید احمد:</u> جناب ! میں آپ کا بیحد ممنون ہوں کہ خاصے heavy ایجنڈے کے علی الرغم آپ نے یہ عنایت فرمائی اور حقیقت یہ ہے کہ یہ میری کوئی ذات کا مسئلہ نہیں ہے یہ ملک کا اس وقت ایک بڑا ہی بنیادی مسئلہ ہے اور ہزارہا افراد کے روزگار کا مسئلہ ہے تو اس بنا پر آپ نے اس سوال پر ہمیں گفتگو کرنے کا موقع دیا میں آپ کا بیحد ممنون ہوں اور میں توقع رکھتا ہوں کہ حکومت بھی اس معاملے میں ذرا کھلے دل سے ان پر غور کرے گی جو گذارشات ہم پیش کر رہے ہیں ان کو محض ٹیکنیکل بنیادوں پر رائٹ آف نہیں کیا جائے گا بلکہ جائزہ لیا جائے گا کہ کس طرح ہم اس غلطی کا ازالہ کریں جو ہم سے ہو گئی ہے۔ جناب والا! پہلے میں یہ بات ادب سے عرض کروں گا کہ جس سوال کی بنیاد پر ہم یہ بحث کر رہے ہیں اس میں ہم سے وعدہ کیا گیا تھا کہ اتوار تک آپ کو ہم معلومات دے دیں گے ہم نے یہ معلومات بھی مانگی تھیں کہ پلیسمنٹ بیورو میں اب تک کتنی درخواستیں آئی ہیں ان میں سے انہوں نے کتنی process کر لی ہیں جو process کر لی ہیں ان میں ان کی سفارشات کیا ہیں اور یہ بتایا جائے کہ کس گریڈ کے لیے اور کس صوبے میں کتنی کتنی recommendations انہوں نے کی ہیں لیکن یہ معلومات مجھے آج تک نہیں ملیں حالانکہ خواجہ طارق رحیم صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ اتوار تک یہ معلومات آپ کو ضرور پہنچ جائیں گی سب سے پہلے تو میں یہ آن ریکارڈ لانا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی جناب ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا آپ نے ۲۷ تاریخ مقرر فرمائی تھی اس سوال کو ڈیفر کر کے اور

I came prepared, I presented myself. I wanted to reply to all the questions and I wanted to give the answers properly.

یہ پروفیسر صاحب کے بھی علم میں ہے اب اگر اس میں یہ مسئلہ properly پیش نہیں ہوا میں نے point out بھی کیا کہ اس میں کون سی قباحت ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ ٹھیک ہے۔

پروفیسر خورشید احمد: ڈاکٹر صاحب مشکل یہ ہے کہ میں بڑے ادب سے کہنا چاہتا ہوں کہ جواب دینے کا ان کو اتنا شوق ہے لیکن وہ یہ غور کرنے کی زحمت گوارا نہیں کرتے کہ کس مسئلے پر بات ہو رہی ہے۔۔۔۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: سوال ۹۴ پر بات ہو رہی ہے۔

پروفیسر خورشید احمد: جی میں بڑے ادب سے عرض کر رہا ہوں کہ آپ کو اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ یہ پارلیمنٹ کا ایک ایوان ہے۔ قرارداد یہ ہے ۲۵ جولائی ۱۹۸۹ء سوال نمبر ۱۱۰۔۔۔۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: The question deferred was, Sir, 94. It was controversial. It was concerning the placement Bureau (*Interruptions*)

جناب چیئرمین: نہیں اس وقت تو صرف اتنا ہے۔۔۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: This question has been replied. It has become part of the record.

Mr. Chairman: It has been replied. This is not the issue. The issue is that under Rule 58

جس سوال کا جواب آگیا ہو اس پر ڈسکشن کرنی ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: اسی پر ہوتی ہے یہ تو وہ کہہ رہے تھے ۲۷ تاریخ کے حوالے سے بات کرتے ہیں تو وہ سوال نمبر ۹۴ ہے

پروفیسر خورشید احمد: آپ کا تعلق نہیں ہے اس مسئلے سے۔۔

جناب چیرمین: یہاں پر تو یہ کہہ رہے ہیں۔۔۔۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: نہیں، آپ سیکریٹری صاحب سے پوچھیں۔

جناب چیرمین: ڈاکٹر صاحب آپ صرف اس پر توجہ دیں۔

Question No. 110 replied on 25th July, 1989.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: یہ مجھے پتہ ہے جی

جناب چیرمین: صرف اس پر بحث ہو رہی ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: ان کی دوائیڈ جرمنٹ موشن بھی ہیں تمام کوائف میرے پاس بھی ہیں میں نے آپ کے حکم کی وجہ سے وہ تمام میٹریل بھی ان کے حوالے کیا ہے اور پندرہ directions بھی انہیں دی ہیں۔۔۔

Mr. Chairman: Kindly Professor Sahib, confine yourself to Question No.110.

پروفیسر خورشید احمد: اسی لیے میں کہہ رہا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب اس پر بلا وجہ کھڑے ہو گئے یعنی اس کا تعلق ان کے اس معاملے سے نہیں تھا وہ سوال تھا پبلک سروس کمیشن کے بارے میں۔ پبلک سروس کمیشن کے بارے میں ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ معلومات حاصل کریں گے ہم ممنون ہیں کہ انہوں نے معلومات حاصل کر لی ہیں انہوں نے مجھے فائل بھی دکھائی لیکن یہ بحث ساری کی ساری پلیسمنٹ بیورو کے سلسلے کے ان سوالات کے بارے میں ہے جن کا جواب خواجہ طارق رحیم صاحب نے دیا تھا۔۔۔۔

جناب چیرمین: پروفیسر صاحب میں ذرا وضاحت کر دوں۔ ۱۱۰ نمبر سوال ہے پروفیسر خورشید احمد صاحب کا اس میں انہوں نے پوچھا ہے۔

"110 . Will the Minister Incharge of the Prime Minister's Secretariat bepleased o state:

(a) The date of establishment of Placement Bureau;

(b) The number of persons recommended and number of persons appointed on the recommendation of the said Bureau, in the Federal and Provincial Governments including persons belonging to FATA.

(c) Whether it is a fact that some posts falling within the

purview of FPSC or Special Committees under a special criterion on have been filled in by the nominees of the Placement Bureau, if so, the number of persons so appointed, indicating their province-wise break-up, grade and other terms and conditions of appointments; and .....so and so."

اس کے جواب کو زیرِ قاعدہ ۵۸ زیر بحث لایا جا رہا ہے رول ۵۸ یہ کہتا ہے....

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: It is correct. It do admit it. On 27th when the thing was fixed that was question but the thing in side it became part of the whole proceedings.

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب سوال ۹۴ جو ہے۔

It is about the number of meetings of the Federal Public Services Commission, cases considered, interviewed, etc.

یہ سوال تو پلیسمنٹ بیورو کے بارے میں ہے اب پلیسمنٹ بیورو کے بارے میں discussion ہو رہی ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: اسی سے نکلا تھا اور یہ اسی بنا پر ڈیفر ہو گیا تھا.....

جناب چیئرمین: نہیں پھر آپ کو اعتراض کیا ہے مجھے اعتراض سمجھ نہیں آیا کہ ڈسکشن نہیں ہونی چاہیئے۔ آپ کا اعتراض مجھے سمجھ نہیں آیا...

پروفیسر خورشید احمد: بہرحال ہم ڈاکٹر صاحب کے لیے بھی دعا کرتے ہیں اور آپ کے لیے بھی دعا کرتے ہیں۔

interrruptions)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: اصل میں وہاں جھگڑا یہ تھا...

جناب چیئرمین: نہیں آپ کا اعتراض کیا ہے کہ ڈسکشن نہ کروائیں یا کروائیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے...

جناب چیئرمین: پھر کرنے دیں ڈسکشن۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: بے شک دس دفعہ کریں۔

جناب چیئرمین: تو پھر کرنے دیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: لیکن یہ الزام نہ لگائیں کہ یہ میں نے کہا تھا اور وہ نہیں لایا گیا۔ یہ نہیں لایا گیا...

جناب چیئرمین: اچھا ٹھیک ہے اس الزام کا جواب آپ بعد میں بھی دے سکتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب آپ کو موقع ملے گا آپ بعد میں الزام کا جواب دے دیں لیکن انہیں اپنی تقریر ختم کرنے دیں۔

جناب محمد طارق چوہدری: پوائنٹ آف آرڈر

خدایا جس خطا کی یہ سزا ہے
وہ خطا کیا ہے

(قہقہے)

جناب چیئرمین: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں، جی پروفیسر صاحب

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! میں پھر یہ بات عرض کروں گا ڈاکٹر صاحب ذرا اپنے میں صبر و تحمل پیدا کریں اس وقت میری جو معروضات ہیں ان کا کوئی تعلق ڈاکٹر صاحب کے اس مسئلے سے نہیں ہے لیکن خواجہ طارق رحیم صاحب نے اس ایوان میں اس امر کا وعدہ کیا تھا میرے سوال نمبر ۱۱۰ کے جواب میں اور اس کے علاوہ ایک سوال اسی دن موجود ہے کہ میں یہ ساری معلومات حاصل کر رہا ہوں مجھے پوری معلومات ابھی ملی نہیں ہیں جیسے ہی مل جائیں گی میں بھیج دوں گا اور مجھے توقع ہے کہ ۲۷ تاریخ تک یہ معلومات آجائیں گی اس کا کوئی تعلق ڈاکٹر صاحب سے نہیں نہ معلوم وہ کیوں ہر بات کو اپنے اوپر لے لیتے ہیں۔ بہرحال میں نے سب سے پہلے یہ بات کی اور میں اب بھی ان معلومات کا انتظار کر رہا ہوں اور جب وہ معلومات آئیں گی تو اس پر اپنی معلومات کا اظہار اس وقت کروں گا۔

اب جناب والا! میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں جو بنیادی سوال میں نے پلیسمنٹ بیورو کے بارے میں کیا تھا اور اس سے جو مسائل ابھرتے ہیں وہ کیا ہیں اور یہی مقصد رول ۵۸ کا ہے تاکہ سوال سے پیدا ہونے والے قومی اہمیت کے بنیادی اصولی معاملات اور مسائل پر توجہ مبذول کی جا سکے اور اس میں ایک آدھے گھنٹے کی ڈسکشن ہوتی ہے جس میں کہ سوال پوچھنے والے کی حیثیت سے اور میرے دوسرے ساتھی جو بات کہنا چاہیں انہیں بھی اس بات کا حق ہوگا اور

اور حکومت اپنی رائے پیش کر سکتی ہے۔

جناب والا! مجھے اس پورے معاملے کے اوپر سات اعتراضات ہیں۔ دستوری قانونی سیاسی لحاظ سے میں بالکل precisely ان کو پیش کروں گا۔ میں کوئی جذباتی بات نہیں کر رہا ہوں اور پوری قوم کو میں اعتماد میں لینا چاہتا ہوں کہ کیا کچھ ہمارے ساتھ ہو رہا ہے اور اس کا نوٹس اگر یہ ایوان نہ لے تو حقیقت یہ ہے کہ ہم اپنی ذمہ داری پوری نہیں کریں گے سب سے پہلا میرا اعتراض یہ ہے کہ اس ملک کے دستور نے سول سروس کے لیے ایک ضابطہ بنایا ہے کچھ اصول طے کیے ہیں کچھ قواعد طے کیے ہیں اور آج تک مختلف خامیوں اور کمزوریوں کے باوجود اور میں ان کو خرابیاں ہی سمجھتا ہوں اور ایوب خان نے حکومت میں آنے کے بعد جو کچھ سول سروس کے ساتھ کیا یحییٰ صاحب نے آنے کے بعد جو کچھ کیا بھٹو صاحب نے آنے کے بعد جو کچھ کیا ضیاء صاحب نے آنے کے بعد جو کچھ کیا ان سب نے اپنے اپنے انداز میں ملک کی سول سروس پر ضرب لگائی اسے نقصان پہنچایا۔ ایڈمنسٹریشن کو weaken کیا، خراب کیا، لیکن دستور بہت واضح ہے۔ دستور کا آرٹیکل ۲۵ اور ۲۷، جناب والا! آرٹیکل ۲۵ کہتا ہے

"25. (1) All citizens are equal before law and are entitled to equal protection of law."

آگے آرٹیکل ۲۷ کہتا ہے۔

"27.(1) No citizen otherwise qualified for appointment in the service of Pakistan shall be discriminated against in respect of any such appointment On the ground only of race, religion, caste, sex, residence or place of birth."

اس کے بعد پھر آرٹیکل ۲۴۲ ہے جس میں اس اصول کو طے کیا گیا ہے کہ اس ملک میں appointments کس طرح ہوں گی اور اس سے ذرا پہلے بھی آرٹیکل ۲۴۰ دیکھ لیجئے۔ آرٹیکل ۲۴۰ کا (a) یہ ہے۔

"240. (a) in the case of the services of the Federation, posts in connection with the affairs of the Federation and All-Pakistan Services , by or under Act of Majlis-e-Shoora (Parliament); and ,"

[Prof. Khurshid Ahmed]

اور اس کے بعد پھر آرٹیکل ۲۴۲ کے تحت پبلک سروس کمیشن قائم ہوا اور پبلک سروس کمیشن ہی وہ ذریعہ ہوگا جس کے تحت لوگوں کو ملازمتیں ملیں گی۔

جناب والا! دستور نے سول سروسز کے لیے یہ نظام بنایا اور اس کے تحت پھر سروس رولز اور service laws بنائے گئے اور میں خصوصیت سے آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا ۱۹۷۱ء کے Civil Servant Act کی طرف میں پھر کہتا ہوں کہ یہ ۷۳ء کا ہے۔ یہ مارشل لاء کے زمانے میں نہیں بنا یہ جمہوری زمانے میں بنا ہے بھٹو صاحب کے دور میں بنا اور اس پارلیمنٹ نے یہ قانون بنایا ہے جس میں اس نے یہ بات طے کی ہے کہ اس ملک کی سول سروس کس طرح وجود میں آئیں گی کس قواعد کے تحت کام کریں گی کس طرح appointments ہوں گی۔ کس طرح promotions ہونگی ad hoc کیا ہے temporary کیا ہے۔ permanent کیا ہے۔ termination کیسے کی جائے گی یہ ساری کی ساری چیزیں قاعدے اور قانون کے تحت ہیں اور پلیسمنٹ بیورو کا وجود اس پورے نظام پر خط نسخ پھیرنے کے مترادف ہے یہ بات کہی گئی ہے کہ پلیسمنٹ بیورو کی کوئی حیثیت نہیں ہے اس کی حیثیت تو بس ایک Employment Exchange کی سی ہے میں سمجھتا ہوں جناب والا! کہ یہ صریح دھوکا ہے اور یہ غلط بیانی ہے پلیسمنٹ بیورو کی حیثیت یہ ہے کہ پرائم منسٹر کی اتھارٹی کے تحت چیف ایگزیکٹو کے order کے تحت یہ کام کر رہا ہے اس لیے میں چاہوں گا کہ آپ کی اجازت سے کم از کم یہ چیز سب کے سامنے رکھوں اور یہ بھی آپ کو یاد ہوگا کہ پہلے اس خط کو جو جنرل بابر نے دفتروں میں بھیجا اس کا انکار کیا گیا پھر اقرار کیا گیا پھر یہ کہا گیا کہ یہ relevant نہیں ہے پھر یہ کہا گیا کہ ہم اس کو نہیں مانتے وغیرہ وغیرہ۔ یہ خط ۲/ جولائی ۱۹۸۹ء کو میجر جنرل نصیر اللہ بابر کے دفتر سے جاری ہوا ہے اور اس کے اندر یہ بات کہی گئی ہے۔

Any post in BPS 1 to 15 against which a nomination has been made by the Placement Bureau if advertised in-advertently by the concerned Ministry must be withdrawn immediately. This must be done to ensure that no nominee of the Prime Minister to whom an offer of appointment has been issued by the Placement Bureau is displaced. The vacancy list for

advertisement must be drawn up in consultation with the Placement Bureau. This will exercise a double check in ensuring that no such post against which an offer of appointment has been issued by the Placement Bureau is advertised inadvertently or deliberately. All pending letters of ad-ho appointments to the nominee of Placement Bureau should be issued immediately. Any delay resistance or reluctance on the part of the officials concerned to comply with will be treated as denial of the Prime Minister's directive and strict disciplinary action will be initiated against such officials If difficulties are faced on genuine and valid grounds the Minister Incharge must be consulted who in turn will consult the Placement Bureau before a regret is communicated to the Placement Bureau's nominee. I need not emphasize here that nominations made by the Placement Bureau are under the directive of the Chief Executive. The Ministry may refer to the Placement Bureau all cases of condonation to a certain Division in which the candidate may have obtained degree certificates including cases of shortfalls in the period of experience;

یعنی qualification, academic experience ان سب کو condone
کیا جائے

It will be ironical that people who have been denied employment opportunities by the previous military and paramilitary regimes are now being made to meet these conditions. The recommendations made by the Federal Public Service Commission for appointments against the vacant post in BPS-16 and above will not be entertained by the Ministries and Divisions unless the posts have been advertised afresh by the Federal Public Service Commission. This will give a fair opportunity to candidates already with the Federal Public Service Commission and fresh candidates applying to the Prime Minister to compete together in the selection process. However, the post against which nominations have already been made by the Placement Bureau, selection process by the Federal Public Service Commission will be kept pending till November 1989. The period of ad-hoc appointments that were made during the past regime and not regularized within the stipulated period should in no case be extended and suchapppointmentse terminated immediately on the expiry of the said period.

جناب والا! یہ کوئی employment exchange کی سفارش یا مشورہ نہیں ہے۔
اس پورے نظام کو سروسز کے نظام کے اوپر ایک نظام کے طور پر
super impose کیا گیا ہے، ہرگز دستور یہ visualize نہیں کرتا کہ یہ پرائم منسٹر
سیکرٹریٹ کا کام ہے کہ وہ اس ملک میں تمام سروسز تمام cadres میں nominations
بھیجے اور employment دلوائے۔ اس ملک کے دستور نے جو قانون بنایا ہے

[Prof. Khurshid Ahmed]

وہ یہ ہے کہ 16 گریڈ سے جو نیچے افراد ہیں ان کے لیے سلیکشن کمیٹی
ہوگی انٹرویو ہوگا advertisement ہوگی۔ applications ، impartially
کے اوپر ان دو بنیادوں qualifications and quota انھیں دیکھا جائے گا۔
appointments ہوں گی۔ اور 17 گریڈ اور اس سے اوپر جتنی بھی appointments
ہوں گی وہ سب کی سب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے سے ہوں گی
merit کی بنیاد پر ہوں گی merit اور quota صرف یہ دو criteria ہیں
اور جناب والا! ساتھ ہی ساتھ یہ ضروری بات بھی اس میں کہی گئی ہے کہ سیاسی
بنیادوں کے اوپر یہ appointments نہیں ہوں گی۔ اس لیے کہ فیڈرل پبلک سروس
کمیشن اور سلیکشن بورڈ اس قاعدہ کے تابع ہیں اور اس میں بہت صاف الفاظ میں یہ بات کہی
گئی ہے میں آپ کو وہ الفاظ پڑھ کر سناتا ہوں۔

Government servants (conduct) Rules, 1973.

یہ بھی مارشل لاء دور کے نہیں ہیں کسی فوجی حکومت نے نہیں بنائے ہیں

Misconduct: Misconduct means conduct prejudicial to good order of service discipline or contrary to the government servants (conduct) Rules 1964 or unbecoming of an officer and gentleman and includes an act on the part of the government servants to bring or attempt to bring political or other outside influence directly or indirectly to bear on the government or any government officer in respect of any matter relating the appointment, promotion, transfer, punishment, retirement or other conditions of service of a government servant.

اس کے بعد جناب والا! اسی کا رول 19 کہتا ہے۔

No government servant shall directly or indirectly approach any Member of the National Assembly or Provincial Assembly or any other non official person to intervene on his behalf in this matter.

اس کے بعد جناب والا! رول 24 کہتا ہے۔

No government servant shall take part in subscribe in aid of or assist in any way any political movement in Pakistan or relating to the affairs of Pakistan. No government servant shall canvass or otherwise interfere or use his influence in connection with or taking part in any election to a legislative body, whether in Pakistan or elsewhere. No

government servant shall allow any member of his family dependent on him to indulge in any political activity, including forming a political association and being its member, or to act in a manner in which he himself is not permitted under rules so and so....

یہی وجہ ہے جناب والا! کہ یہ authoritative کتاب جو پاکستان کے نظام کو بیان کرتی ہے۔

Government and Administration in Pakistan by Dr. Jamil-ur-Rehman Khan.

اسکے اندر بہت ہی clearly یہ بات کہی گئی ہے کہ

Civil Service in Pakistan has a long tradition of recruitment on the basis of merit.

آگے کہتے ہیں کہ

The intention has been to keep the civil services free from political influence as far as possible.

دوبارہ کہا جاتا ہے۔

The conduct of the civil servant is controlled by the Government Servants Conduct Rules regarding various matters including the acceptance of gifts, foreign award, lending and borrowing, buying and selling, moveable and immovable property, communication of official document, taking part in political etc.

جناب والا! میں قانون، دستور اور رولز کے مطابق یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ملک کی سروسز میں لوگوں کو لانے، ہٹانے، پروموٹ کرنے، terminate کرنے، ad hoc, non-ad hoc basis پر رکھنے کے لئے مکمل ضابطے موجود ہیں قواعد و قوانین موجود ہیں۔ پلیسمنٹ بیورو نے اس پورے نظام کو تہہ و بالا کر دیا ہے اس کے اوپر ایک super system impose کیا ہے ایک نیا نظام، جو خالص سیاسی بنیادوں کے اوپر ہے اور جس میں کھلے بندوں یہ بات کہی گئی ہے کہ وہ افراد جنہوں نے ان کی نگاہ میں پچھلے آٹھ سال یا گیارہ سال میں suffer کیا ہے اب ان کا یہ حق بنتا ہے کہ ان کو ملک کی سول سروس کے اندر ملک کے اہم سرکاری مناصب کے اوپر، ملک کی کارپوریشنز کے اوپر، ملک کے اداروں کے اوپر مسلط کیا جائے۔

[Prof. Khurshid Ahmed]

آخر میں میں یہ کہوں گا کہ جناب والا! کوئی سیاسی right اگر تحریک پاکستان کے لئے قربانیاں دینے والوں کا نہیں بنتا تھا کہ پاکستان میں آنے کے بعد محض اس بنا پر ان کو گورنمنٹ سرونٹ بنا دیا جائے یا تحریک نظام مصطفیٰ میں قربانی دینے والوں کا نہیں بنتا تھا تو آج بھی کسی کا نہیں بن سکتا ہے۔ تو پہلا پوائنٹ میرا یہ ہے کہ یہ دستور کے خلاف ہے۔ قانون کے خلاف ہے۔ جو نظام اس ملک میں سیاست کو کچھ حدود میں رکھنے کا ہے، اور سول سرونٹس کی neutrality کا ہے یہ اس کے خلاف ہے۔ پلیسمنٹ بیورو کے بننے کے بعد فیڈرل پبلک سروس کمیشن کو روک دیا گیا ہے کہ جن امیدواروں کی اس نے سلیکشن کر لی ہے وہ ڈیوٹی کے لئے رپورٹ نہ کریں۔ اور جو اس سے پہلے امتحانات دے چکے ہیں اور ان کے انٹرویو ہو چکے ہیں ان تمام کے معاملات کو re-open کیا جائے re-advertise کیا جائے پبلک سروس کمیشن کو آئندہ نومبر تک ایسے معاملات میں pursue کرنے سے روک دیا گیا ہے۔ گویا کہ اس کے نتیجے میں یہ تمام نظام معطل ہو گیا ہے جناب والا! دس سال تک age limit کو waive کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی یہ بات کہ educational qualification بھی اگر ضرورت ہو تو waive کی جا سکتی ہے۔ نتیجتاً میرٹ کا تصور ختم ہو گیا ہے۔ جناب والا! جو معلومات ہم تک پہنچ رہی ہیں اس کی بنیاد پر provincial quotas بھی ختم ہو کر رہ گئے ہیں۔ اور ایک خاص علاقے کے لوگوں کو disproportionately impose کیا جا رہا ہے ہزار ہا افراد LAMEC کی بنیاد پر بے روزگار ہو گئے ہیں۔ اور سترہ ہزار افراد جو اس وقت ایڈہاک کی بنیاد پر ملازم تھے بے روزگار ہو رہے ہیں۔ حالانکہ ایڈہاک کے سلسلے میں رولز صاف کہتے ہیں کہ ایک ad hoc appointee کو صرف اس وقت فارغ کیا جا سکتا ہے جب کوئی متعلقہ اتھارٹی properly selection کر کے اس کی جگہ دوسرا آدمی دے دے۔ لیکن اس وقت آنکھیں بند کر کے ان تمام کو نکالا جا رہا ہے اگر میں کہتا ہوں کہ ماضی میں کسی کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے تو ہر individual case کو اس کے میرٹ پر examine کیجئے۔ لیکن whole sale لوگوں کو نکال دینا

whole sale لوگوں کو سیاسی بنیادوں پر لے کر آنا یہ دراصل پورے ملک کے نظام کو تباہ کر رہا ہے آپ سول سروس کو politicise کر رہے ہیں اور یہ جو کہا جا رہا ہے کہ اس طرح آپ بے روزگاری کے مسئلے کو حل کر رہے ہیں یہ بالکل غلط ہے۔ ملک میں اس وقت تقریباً ساڑھے چار ملین افراد بے روزگار ہیں اس میں شہروں کے تقریباً اڑھائی ملین افراد بے روزگار ہیں۔ پلیسمنٹ بیورو کے پاس چھ مہینے میں ڈیڑھ لاکھ applications آئی ہیں ان ڈیڑھ لاکھ applications میں سے ان چھ مہینے کے اندر صرف پانچ ہزار آپ process کر سکے ہیں کیا یہ وہ طریقہ ہے جس سے آپ بے روزگاری دور کرنا چاہتے ہیں۔ بے روزگاری دور کرنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ صحیح اکنامک پالیسی اختیار کیجئے اور جتنی بھی ایمپلائمنٹ کی ایجنسیز ہیں وہ قاعدے اور قانون کے مطابق ضابطے کے مطابق یہ کام کریں۔ لیکن discriminatory policy غلط ہے۔ دستور کے خلاف ہے۔ اخلاق کے خلاف ہے۔ یہ ملک کو بالکل تباہ کر دے گی۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ نے یہ راستہ اختیار کیا تو آپ unemployment ختم نہیں کر سکیں گے۔ لیکن یہ ہے کہ آپ چند لوگوں کو اپنی favour میں کر لیں گے کچھ لوگوں کو آپ لے بھی آئیں گے لیکن یاد رکھیے پھر کل جب مخالف پارٹی آئے گی تو وہ ان کو نکال دے گی۔ اور جو آپ نے فضا پیدا کر دی ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر آپ کے پاس ڈیڑھ لاکھ درخواستیں آئی ہیں اور ان میں سے آپ صرف پانچ ہزار process کر سکے ہیں تو عالم یہ ہے کہ آج جو لوگ آپ کو درخواستیں دے رہے ہیں کل وہ آپ کو پتھر ماریں گے۔ اس لیے اس طرح آپ بے روزگاری کے مسئلے کو حل نہیں کر سکتے۔

این او سی کے بارے میں مجھے آج یہ معلوم ہوا ہے کہ نرسز کے بارے میں یہ پابندی لگا دی گئی تھی کہ انہیں باہر نہیں بھیجا جائے گا۔ جن کی سیلیکشن ہو گئی تھی وہ آج بے روزگار پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن اب صرف دس افراد کے لیے پرائم منسٹر کے آرڈر آ گئے ہیں کہ ان کو فوراً این او سی دے دو تاکہ یہ باہر چلے جائیں۔ باقی سب وہیں ہیں۔

[Prof. Khurshid Ahmed]

جناب والا! یہ صریحاً discrimination ہے یہ قوم کے ساتھ زیادتی ہے اسے بند کیجئے ورنہ آپ ملک کی ایڈمنسٹریشن کو تباہ کر دیں گے۔ شکریہ!

جناب چیئرمین: جناب شاد محمد خان صاحب

جناب شاد محمد خان: جناب طارق رحیم نے واضح طور پر deny کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ غیر قانونی آرڈرز ہیں تو یہ بھی وضاحت کر دیں کہ وہ یہ آرڈرز واپس کیوں نہیں لیتے اور اس میں کیا قباحت ہے۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب آپ اس پر توجہ دیں گے۔ جی جناب ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب چیئرمین! معزز رکن نے بڑی فصاحت اور بلاغت سے بہت سارے پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے اور بنیادی طور پر انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ یہ جو پلیسمنٹ بیورو ہے یہ غیر دستوری، غیر قانونی اور غیر اخلاقی ہے۔ مگر ماسوائے اس آرٹیکل کی نشاندہی کے اس میں معزز رکن نے یہ وضاحت نہیں فرمائی کہ وہ کس طرح غیر دستوری ہو گیا ہے۔ آرٹیکل کے quote کر دینے سے۔ مثلاً میں ۲۸۰ آرٹیکل یہاں بالکل کھڑے ہو کر quote کر سکتا ہوں کیا آپ مان لیں گے کہ جو بات میں کہتا ہوں وہ آرٹیکل ۲۸۰ کے مطابق ہے لہذا درست ہو گئی آرٹیکل ۲۵، پروفیسر صاحب اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس کی اساس کیا ہے۔ وہ طبقات کے درمیان، مختلف صورت حال میں، قانون کی وضاحت کرتا ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ قانون کی اجارہ داری کو وہ تسلیم کرتا ہے اور آرٹیکل ۲۷ کا جو متن ہے وہ خود مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ ۲۴۰ سے لے کر ۲۴۳ تک آرٹیکلز جو ہیں وہ یہ set-up تو ضرور دکھلاتے ہیں کہ آل پاکستان سروسز کیا ہوں گی۔ فیڈرل سروسز کیا ہوں گی، پراونشل سروسز کیا ہوں گی۔ طریقہ کار کیا ہوگا۔ (مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: اگر آپ نے پیچھے سے تقریر کرنی ہے تو پہلے آپ کر لیں۔

Mr. Chairman: Please, no interruption at all.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: No. They should say 'question'.

جناب چیئرمین: صحیح ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: دس دفعہ کہیں مجھے اعتراض نہیں ہے پیچھے سے تقریر کرنی ہے تو پہلے کر لیں۔

جناب چیئرمین: نہیں نہیں، آپ فرمائیے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: گزارش یہ ہے کہ اس میں بنیادی طور پر ایک صورت حال دی ہوئی ہے کہ آل پاکستان سروسز ہیں فیڈرل سروسز ہیں پراونشل سروسز ہیں وہ ایکٹ آف پارلیمنٹ سے ریگولیٹ ہوں گی۔ ایکٹ آف پراونشل اسمبلی سے ریگولیٹ ہوں گی لیکن انہوں نے سول سرونٹ ایکٹ کا حوالہ دیا میں جناب چیئرمین! وضاحت سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ پلیسمنٹ بیورو ماسوائے ایمپلائمنٹ ایکسچینج کے اور کچھ نہیں، پندرہ انسٹرکشنز میرے پاس ہیں، ان میں سے کون سی غیر دستوری بات ہے۔ کونسی غیر قانونی بات ہے کہ چند درخواستوں کو، جو مخصوص انداز میں، آپ بھی جانتے ہیں کہ political set-up میں جب بھی منسٹر باہر جاتے ہیں یا محترمہ وزیر اعظم تشریف لے جاتی ہیں تو ہزاروں کی تعداد میں لوگ درخواستیں لے آتے ہیں اب پرائم منسٹر صاحبہ کی ایک moral duty ہے کہ وہ ان درخواستوں کو کسی طریقہ کار process سے کروائیں۔ اگر وہ ویسے پھینک دیں تو یہ لوگ کہیں گے کہ کل ووٹ لے لئے اور انہیں پاکستان سے کوئی محبت نہیں انہوں نے ہماری درخواستیں ضائع کر دیں۔ یہ کر دیا وہ کر دیا۔ ان کے شکوے، شکایت نہیں سنتے۔ لہذا اس کو حق نہیں پہنچتا یہ دوسری دلیل نکال کر لائیں گے۔ یہ ایسی بات ہے کہ ایک شریف آدمی سے ہنستے، اس کی بیوی ذہنی مطابقت نہیں رکھتی تھی۔ ہر بات میں اسے ذلیل و خوار کرتی تھی۔ اب اس نے مولا پاک سے دعا کی کہ یا اللہ مجھے کوئی طاقت دیجئے تاکہ میں اس کو کم از کم convince تو کر سکوں تو اس کو اللہ تعالیٰ نے اڑنے کی طاقت عطا فرمائی۔ وہ غریب اپنے محلے اور گھر کے اوپر کوئی بیس

[Dr. Sher Afgan Khan Niazi]

تمیں مرتبہ اڑا۔ اور جب گھر میں آیا تو اپنی بیوی سے پوچھا محترمہ کوئی نئی بات دیکھی ہے تو اس نے کہا جناب آج میں نے بڑا عجیب سا نظارہ کیا ہے۔ ایک بڑا بزرگ بڑا اچھا اور بڑا باوقار شخص ہوا میں اڑ رہا تھا۔ اس نے کہا کہ وہ تو میں تھا۔ اس بی بی نے فوراً کہا تبھی تم ٹیڑھے میڑھے اڑ رہے تھے۔ اس نے اسے رد کر دیا۔ تو میں تقریباً دو مہینے سے یہاں پر حاضر ہوں۔ میں نے تو یہاں محسوس کیا ہے کہ یہ وہی بی بی ہے۔ اگر ہم ہوا میں اڑنا بھی سیکھ جائیں۔ کوشش کریں تو یہ convince نہیں ہوں گے۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ اس میں کوئی دستوری کوئی قانونی کوئی اخلاقی قاعدہ نہیں بلکہ اخلاق کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے کہ وہ لوگ جنہیں حقوق نہیں ملے اگر ان کو حقوق دینے کے لئے کوشش کی گئی یہاں کے اپنے ان ضابطوں کے اندر، کہیں نہیں لکھا گیا کہ اب جو ہے فیڈرل سروس کمیشن کے تمام قانون کو ایک طرف رکھ دیجئے۔ فلاں پر فائز کر دیجئے۔ بلکہ یہ قاعدہ یہ کہا گیا ہے اور اچھی طرح پروفیسر صاحب یہ جانتے ہیں adhoc appointments are adhoc اور ہر appointment میں likely to be terminated without couse and reason لکھا ہے۔

یہ بھی انہیں اچھی طرح علم ہے کہ انہیں عارضی طور پر appoint کیا جاتا ہے۔ لیکن جب انہیں ریگولر کیا جاتا ہے تو اس میں انہیں compete کرنا پڑتا ہے۔ اس قانون قاعدے سے گزرنا پڑتا ہے۔ سول سرونٹس ایکٹ کی رو سے انہیں بھرتی ہونا پڑتا ہے۔ اور دستور و قانون کی شقوں کا انہیں پاس کرنا پڑتا ہے۔ یہ اچھی طرح جانتے ہیں کوئی آدمی ایسے نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ بھی انہیں پتہ ہے کہ آرٹیکل ۴ بھی operative ہے۔ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو operative نہیں ہیں۔ fundamental rights operative ہیں۔ اس طریقہ کار سے لوگ رٹوں میں چلے جاتے ہیں۔ کورٹس کھلی ہیں اور طریقہ کار موجود ہے۔ اگر یہ سمجھتے ہیں تو میری آخری یہ استدعا ہے کہ بنیادی طور پر نہ یہ غیر دستوری ہے نہ یہ غیر قانونی ہے۔ انہوں نے ایسا کیا ہے جیسے ہمارے فاضل رکن فرما رہے تھے کہ نماز نہ پڑھو۔ آگے بھی

ایک بات تھی جب آپ نشے کی حالت میں ہوں۔ یہ بھی پڑھتے ہیں، نلاۃ نہ پڑھو نشے کی حالت کو ہاؤس سے باہر لے چلتے ہیں۔ یہ اگر سارے کا سارا وہ پڑھتے تو اس سے یہ نتیجہ اخذ ہو سکتا ہے کہ پلیسمنٹ بیورو کی، ایمپلائمنٹ ایکسچینج کی حیثیت ہے اس کے علاوہ کوئی وقعت نہیں۔

باقی رہ گئی ایک اور بات جناب چیئرمین! میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں ایک concept ہے گریڈ ۱ سے 16 اور 16 سے above ہم ایک ہی پیرائے میں اسے لے رہے ہیں۔ پارلیمانی کچھ چیزیں ہیں جو آج میں اس معزز ایوان کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جو سول سروسز وفاقی حکومت کے ساتھ منسلک ہوتی ہیں۔ ان کا ایک مخصوص دائرہ کار ہے۔ اس کی ایک علیحدہ definition ہے۔ جسے ہم سول سروسز یا superior services کہتے ہیں۔ پارلیمانی پریکٹس میں باقاعدہ ایک chapter کی حیثیت سے ہے۔ اور یہ صفحہ ۹۱۵ سے شروع ہوتا ہے۔ پہلے پیراگراف سے لے کر آخر تک اگر ملاحظہ فرمائیں گے جو بنیادی طور پر سول سروسز کا concept جو in the structure of this Federal Government آتا ہے وہی جو ڈپٹی سیکرٹری یا سیکشن آفیسر سے لے کر سیکرٹری یا سیکرٹری جنرل تک ہے جو منسٹریوں کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں جو پالیسی فریم ہوتی ہے جو تمام 16 گریڈ سے نیچے اس کیلئے ایک سروسز ہیں ordinary services تصور ہوتی ہیں اس میں کمیٹی یا منسٹری اپنے لیول پر (بھرتی کرتی ہے) اسسٹنٹ سیکرٹری اس کے لئے competent authority ہے اس کا فیڈرل سروس کمیشن سے تعلق نہیں ہے 16 اور Above جو ہوتی ہیں۔ بنیادی طور پر یہ ہوتی ہے جو پبلک سروس کمیشن کے علاوہ دائرہ میں آتی ہے اب میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پانچ ہزار کی تعداد بتلا دی۔ تاثر تو یہ ہوگا سارے ملک میں، پانچ ہزار جو تمام پوسٹیں سیکرٹریز سے لے کر سیکشن افسر تک تھیں وہ پاکستان پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ نے خود ہتھیا لیں اور اپنے ہم خیال لوگوں کو اس کے اندر انٹروڈیوس کر دیا ہے

Dr. sher Afgan Khan Niazi:

اصل میں بات یہ نہیں ہے۔ یہ misconception ہے جنہیں انٹروڈیوس کیا جارہا ہے وہ پانچ ہزار ٹوٹل ہیں چپڑاسی سے لے کر تمام اور اس میں چند ایک ہیں جو ایڈہاک بنیادوں پر شاید criteria کو fulfil کرنے کے بعد appoint ہوئے ہیں جنہیں پبلک سروس کمیشن کے سامنے پیش ہونا ہے۔ جنہیں criteria کو اپنے طور پر quality کرنا ہے۔ اس کے بعد جاکر انہیں پوسٹ ملے گی۔ اگر وہ qualify نہیں کریں گے تو Public Service Commission انہیں reject کردے گا یا وہ اگر کسی طریقے سے qualify نہیں کریں گے تو they will not be taken in service. یہ ۵ ہزار بنیادی تنخواہ کے سکیل ایک سے لے کر ۲۲ تک کی بات ہے جس میں بہت ہی قلیل چند ... میں یہ کہتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ یہ سینکڑوں تک نہیں پہنچتے، ہزاروں کی تو بات ہی نہیں ہے یہ معمولی سی سروسز ہیں جس پر اتنا شور و غوغا ہے۔

تیسری بات۔ جو ہے وہ conceptual deviatings پلین۔ اب انہوں نے ایک مسئلہ اٹھایا ہے وہ بھی practice میں موجود ہے یہ چیز ہر جگہ ہے قوموں کو یہ محسوس ہوتا رہا ہے مختلف ادوار میں کہ فلاں پارٹی آگئی ہے، دوسری آگئی ہے، آپ کو بھی یاد ہوگا کہ کانگرس آئی، پھر جنتا آگئی، اب وہ مختلف الخیال لوگ تھے اب اس میں کچھ نہ کچھ جو apparatus موجود تھا اس میں کچھ تبدیلی ہوئی تھی لیکن یہاں بھی کسی قسم کی وہ کوشش نہیں کی جا رہی اگر کی جا رہی ہے تو پروفیسر صاحب لائیں کوئی مثال۔ کہ جو ضیاء الحق کے گیارہ سالوں میں بھرتی نہیں ہوئے ہوں گے ان کی ایک مثال میں دیتا ہوں اگر فرمائیں تو جائنٹ سیکرٹری ایک اہم ادارے میں موجود ہے جو ایل ڈی سی تھا اور ترقی پاکر وہ جائنٹ سیکرٹری تک پہنچا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: اب آپ وائنڈ اپ کریں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: تو اس میں گزارش یہ ہے کہ گیارہ سال میں کتنے بھرتی ہوئے ہیں کس کو نکالا گیا ہے کس کو کیا گیا۔ کہاں ہے کوئی مثال،

اگر ہوتی تو یہاں پر تو بہت زیادہ تکلیف ہے انہیں۔ ہمیں یہ نشانہ بناتے کہ جس دس نکال دیئے گئے ہیں، بندرہ ضیاء کے نام پر، فلاں کے نام پر، کونسا نکالا ہے جی، جہاں تک ان کی بات ہے جو کہ adhoc appointee ہیں، پہلے بھی میں نے اس معزز ایوان کے فلور پر جناب والا! آپ کے سامنے عرض کیا تھا کہ اس ضمن میں اب وہ LAMEC کی بات انہوں نے کی ہے، باقاعدہ وفاقی حکومت ان کے فنڈز صوبائی حکومتوں کو مہیا کر چکی ہے اور ۱۳ ہزار سے زیادہ جو اساتذہ کرام ہیں ان کی تنخواہیں جا چکی ہیں کس نے terminate کیا ہے اگر ان کے کچھ structure میں unwanted people تھے اور they were spending money of the Federation recklessly تو کیا ضرورت تھی اس کو جاری رکھنے کی اس کے لیے وجوہات ہیں اب وہ ۱۳ ہزار بدستور جاری ہیں۔

اب جو آخری بات ہے انہوں نے فرمایا کہ ایڈہاک والے سارے کے سارے سترہ ہزار انجینئر نکل جائیں گے یہ unrest ہو جائیں گی۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے ضمن میں بھی حکومت سوچ رہی ہے اس کو احساس ہے وہ پاکستان کے شہری ہیں وہ ہمارے بھائی ہیں یہ سب کے بھائی ہیں اور اس میں ہمیں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ کس دور میں بھرتی ہوئے کس طرح رہیں گے، وفاق کی کوشش کہ کسی طریقے سے یہ مسئلہ خوبی سے سلجھ جائے ان کے خلاف کوئی سوچ یا انتقامی کارروائی نہیں ہے، شکریہ!

جناب چیئرمین: شکریہ جناب، جی پروفیسر صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: میں ڈاکٹر صاحب کا جواب نہیں دینا چاہیئے، بہرحال قوم خود جج کرے گی کہ میں نے کیا بات کہی اور انہوں نے کیا کہا ہے اب دونوں باتیں اس کے سامنے آگئی ہیں لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایک نہیں پچیسیوں مثالیں اس بات کی موجود ہیں احمد سرفراز اٹھارویں گریڈ کے اندر کے تھا اس کے بعد کہا گیا

[Prof. Khurshid Ahmed]

کہ اس نے کسی صاحب کی پھانسی کے اوپر نظم لکھی تھی اس لیے اس کو ہٹا دیا گیا حالانکہ اس کی سروسز ۱۹۷۸ میں ٹرمینیٹ ہوئی تھیں اور ۱۹۷۹ میں یہ واقعہ ہوا اس کو کہا گیا کہ تم جاؤ بلوچستان میں جا کر رپورٹ کرو، میں تفصیل میں نہیں جاتا ہوں، اسے آپ کہتے ہیں گریڈ ۲۱ میں اپوائنٹ کر دو ۱۹ سکیل کی ایک خاتون آتی ہیں آپ کہتے ہیں کہ اس کو سکیل نمبر ۲۲ میں Placement Bureau کا Head بنا دو یعنی سرکاری سروس میں جو لوگ بیس بیس، بائیس بائیس سال لگاتے ہیں ایک process سے گزرتے ہیں، سلیکشن ہیں، سلیکشن بورڈ ہوتے ہیں رولز موجود ہیں کہ تین نام آئیں گے ان کو ایگزامن کیا جائے گا اس کے بعد پھر ان کی پروموشن کی جائے گی یہ سارے کے سارے کام آپ کر رہے ہیں بے قاعدگی سے اور ایک دو نہیں سینکڑوں افراد کے ساتھ کر رہے ہیں، ۵ ہزار افراد تو صرف وہ ہیں جن کو Placement Bureau process کرکے بھیج چکا ہے ابھی تو اس کے پاس ڈیڑھ لاکھ درخواستیں پڑی ہوئی ہیں جس میں وہ لگا ہوا ہے ۱۷ ہزار ایڈہاک ملازمین جس کو آپ نے نکالا ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک انسانی مسئلہ ہے آپ اس بنیاد پر کہ یہ لوگ پچھلے زمانے میں اپوائنٹ کیے گئے تھے کوئی political appointees نہیں تھے ان کا سلیکشن میرٹ کی بنیاد کے اوپر ہوا ہے، ٹی اینڈ ٹی کے میرے پاس سارے حقائق آئے ہیں ۱۶۵ افراد جو ہیں وہ سب وہ ہیں جنہوں نے ۷۲ فیصد سے زیادہ نمبر لیے ہیں اس کے بعد ان کا اپوائنٹمنٹ ہوا ہے اس طرح خدا کے لیے ان کو نکالیں اور یہ بالکل درست نہیں ہے کہ آپ کچھ کر رہے ہیں میرے پاس کل بھی خط لے کر وہ لوگ آئے ہیں کہ termination orders دے دیئے گئے ہیں کچھ لوگوں کی سروسز کا ٹرمینیٹ ہو چکا ہیں کچھ کی ۳ کو ہو رہی ہیں کچھ کی ۵ اگست کو ہو رہی ہیں آپ کو اسے روکنا چاہیئے اس پر پارٹی کی بنیاد پر غور نہ کریں انسانی بنیاد پر غور کریں انصاف کی بنیاد پر غور کریں حق کی بنیاد پر غور کریں اس میں آپ کا بھی بھلا ہے اور اس ملک کا بھی بھلا ہے۔ شکریہ!

Mr.Chairman: So, that brings us to the end of this business, and I am going to read now the prorogation order"

"In exercise of the powers conferred by clause 3 of Article 54, read with Article 61 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I hereby prorogue the Senate on the conclusion of its sitting on 30th July, 1989"

Sd/-
(Wasim Sajjid)
Chairman Senate.

(The Senate then was prorogued sine die)